

## اس میں کیا ہے؟

کلمہ طیبہ کی تفصیلی تسلیم و تصدیق، تحقیق اور پہچان

دین اسلام جامع کل ادیان

محمد رسول اللہ کل نبیوں اور رسولوں کے سلطان رسول جہان

خلق کی جان خالق کے نشان

آپ پر ایمان سب نبیوں اور رسولوں پر ایمان

انکار دین اسلام انکار کل ادیان

اس کی سزا دنیا میں پریشانی آخرت میں عذاب و خسران

اس کی جزا دنیا میں خودداری آخرت میں نجات و امان

## اس کی تحقیق عرفان

حضرت غیب سے شہود کی بود حضرت شہود سے غیب کی نمود

مجرد غیب بلا ظہور شہود عبث اور تعطیل

مجرد شہود بلا ظہور غیب کفر و تشریک

غلط فہمی عدم ادراک عرفان ذات حق ..... نقص ایمان ماعرفناک

کے کاف مخاطب سے رمز ادراک و عرفان لن ترانی کی لاعلمی، فشم وجہ اللہ سے

چشم پوشی جہل و عدم تحقیق سے خدا سے دوری اور خودی حقیقی سے محرومی

بصیرت سے انکشاف خدائی جلوہ الہی ادراک خودی سرور ابدی دنیا میں بھی

آخری میں بھی سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ۔

# فہرست مضامین کلمہ طیبہ

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۸	اعتبار ذات بلحاظ ہستی	۲	نذر
۱۸	اعتبار ذات بمعنی شعور ہستی و خودی	۳	حمد و نعت
۱۸	اعتبار صفات	۴	سبب تالیف
۱۸	اعتبار مخاطب	۹	کلمہ طیبہ
۱۹	اعتبار (افعال) ربوبیت	۱۰	ترکیبی معنی بہ الفاظ
۱۹	اعتبار (آثار) معبودیت	۱۰	معنی باعتبار عبارت
۱۹	احکام اعتبارات منفی	۱۱	کلمہ میں نفی و اثبات ہے
۲۰	احکام اعتبارات اثباتی	۱۴	کلمہ طیبہ کے نفی و اثبات کی
۲۰	تسلیم و تصدیق		تفصیل باعتبار الوہیت
۲۱	تحقیق و تحقق	۱۴	پہلا، دوسرا، تیسرا اور چوتھا اعتبار
۲۱	تنقیحات	۱۵	کوئی الہ یعنی 'خلق' (غیر اللہ)
۲۲	اتخاذ الہ	۱۶	عالم خلق و شہادت
۲۳	جعل الہ	۱۶	عالم برزخ و مثال
۲۳	اتخاذ اصنام و اوٹان بمصدق الہ	۱۶	عالم غیب و امر
۲۴	تعبد و پرستش اصنام و اوٹان	۱۷	مصدق لا مفروضہ الہ یعنی اشیاء میں
۲۴	مورت پرستی	۱۸	تفصیلی اعتبارات ذات سے آثار تک
۲۴	وجہ تعبد باعتبار نفع و ضرر		

۲۹	و نفی الوہیت غیر اللہ	۲۴	وجہ تعبد عادت رسم آبائی
۳۰	دعوت ابراہیم علیہ السلام	۲۵	ذریعہ
۳۰	الا بمعنی الہ رگ وید میں	۲۵	وجہ تعبد شفاعت و توسل
۳۱	مشرک کس بات کے منکر تھے	۲۵	دعوت نفی اتخاذ الہ
۳۲	دعوت سید الانبیاء	۲۵	دعوت نفی جعل الہ
۳۲	تبلیغ، انداز، تذکیر الہ واحد جاننے کی	۲۵	دعوت نفی تعبد غیر اللہ
۳۲	ترک تثلیث و دعوت اللہ الہ واحد	۲۵	دعوت یہ کہ اللہ ہی الہ ہے
۳۲	قوم کی ضلالت	۲۶	الہ واحد
۳۲	مفروضہ معبودوں (الہہ) کو	۲۶	اتخاذ باعتبار ربوبیت و افعال
۳۲	چھوڑنے میں پس و پیش	۲۶	اتخاذ رب و کثرت و تعدد در باب
۳۳	شرک	۲۶	دعوت نفی تعبد غیر اللہ باعتبار ربوبیت
۳۳	تعریف ظلم، ظلم عظیم	۲۶	اللہ میں معبودیت و ربوبیت کا خلاصہ
۳۴	تفصیل شرک عملی، مسلم عوام	۲۷	دعوت نفی تعبد غیر اللہ و شرک و اتخاذ رب
۳۷	امر تعبد الہ واحد	۲۷	مسئلہ تمام انبیاء کا متفقہ ہے
۳۸	تعبد	۲۷	تعبد الہ یہ اعتبار صفات کاملہ
۳۸	اقسام عبادت عملی	۲۷	تعبد الہ بہ اعتبار ذات و انیت و انا
۳۸	تعبد و تعظیم	۲۸	اعتبار الوہیت مجمل
۳۸	اعتبارات تعبد	۲۸	اتخاذ الہ و رب و غیرہ کذب و افتراء ہے
۳۸	تعبد باعتبار استعانت	۲۹	دعوت انبیائے سابق باعتبار تسلیم
۳۹	تعظیم	۲۹	الوہیت و تعبد
۴۰	بدعت باعتبار علم و عقاید	۲۹	دعوت نوح باعتبار تعبد و پرستش

۶۳	مختلف دیوتاؤں کی پوجا ایک ہی	۴۰	اکل بدعتہ ضلالتہ
۶۳	پر میثور کی پوجا ہے	۴۱	توضیح ضروری
۶۳	ایک پر میثور ہی کی پوجا ہونی چاہئے	۴۱	ضرر سوء اعتقاد از اولیاء اللہ
۶۳	خدا کو مجہول ٹھہرانا	۴۲	بحث نفی دعوت غیرت الہ و معبودان
۶۳	خدا میں پیدا ہونے کی صفت	۴۲	باطل کا غلط دعویٰ اور غلط فہمی
۶۴	قرآن کا امتیاز	۴۳	عین اللہ کو دعوت عبادت کیسی
۶۵	قرآن متضاد باتیں نہیں بتاتا	۴۴	غلطی کا قطعی ازالہ
۶۵	بعد قرآن و رسالت جہاں	۴۴	آئینہ اللہ ہونے کی قرآنی تردید
۶۶	گرو نانک جی	۴۵	مخلوق کو الہ ٹھہرانے کی تردید
۶۸	خصوصیات اسلام	۴۶	نفی موجودیت غیر سمجھنے میں غلطی
۶۹	سب ادیان کا ایک ہونا	۴۸	اشیاء کی غیریت کا پہلو
۷۱	نبیوں کے آنے کے متعلق علاوہ	۵۰	کلمۃ الحق کے نفی غیریت کے اعتبارات
۷۱	توریت و انجیل وغیرہ کے گیتا کا بیان	۵۰	اقتباس مضمون کلمۃ الحق
۷۲	رسالت محمدیہ پر ایمان کی ضرورت	۵۵	غیریت و بھی
۷۳	اسلام سے اصلاحات مذاہب میں	۵۸	رسالت
۷۳	اسلام کے اثرات سے مذہبی اصلاحات کی تحریکیں	۵۸	رسالت ہی الوہیت کے پانے کا ذریعہ ہے
۷۳	اسلام کے بعد ہندوستان میں	۵۹	ایمان کا واحد راستہ رسالت ہے
۷۳	توحیدی مسائل پر زور، سر راہا	۶۱	کمال رسالت
۷۳	کرشن کی تحقیقات و اعترافات	۶۲	تبصرہ گیتا اور قرآن
		۶۳	گیتا کا تضاد

۸۰	مراتب نبوت و رسالت جہاں	۷۴	اسلامی توحید نقائص کو دور کرتی ہے اور عبادت
۸۰	قیامت یا یوم آخرت پر ایمان لانا	۷۴	کی روح اور طریقوں کی اصلاح کرتی ہے
۸۰	مر کر جی اٹھنا	۷۴	کلمہ توحید کے عملی اثرات، انسانی مساوات و اخوت
۸۱	کفر اور اس کے مدارج	۷۴	اسلام کا تعلق پہلے کے مذاہب و انبیاء سے
۸۱	اعمال خیر و شر	۷۵	تصدیق
۸۲	رسول جہاں	۷۵	تصحیح
۸۴	احسان	۷۵	تکمیل
۸۸	تحقیق مراقبہ و مشاہدہ	۷۵	تصدیق کلمہ کے فائدہ
۸۹	(ضرورت شیخ) علامات شیخ کامل	۷۵	جھوٹ سے نجات
۹۰	(عادت زیادت احترام خلیفہ شیخ)	۷۵	حقیقی، کامل اور ہمہ گیر آزادی
۹۰	تقویٰ	۷۶	معلم کلمہ کے احسانات
۹۰	جسمی تقویٰ	۷۶	باطل کو کاٹنے والی تلوار
۹۱	قلبی تقویٰ	۷۸	اصول دین اسلام
۹۱	روحی تقویٰ	۷۸	وحی
۹۱	سری تقویٰ	۷۸	اسلام
۹۱	توحید	۷۸	ایمان
۹۱	تسلیم و تصدیق کے بعد فائدہ تحقیق	۷۸	اللہ پر ایمان
۹۲	خود شناسی و حق شناسی	۷۸	فرشتوں پر ایمان
۹۸	راہ تحقیق	۷۹	کتابوں پر ایمان
		۷۹	رسولوں کا ماننا یا ان پر ایمان لانا

# جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	کلمہ طیبہ
بار اول	۱۳۶۹ھ
بار دوم	۱۳۷۶ھ
بار سوم	۲۷ شوال المکرم ۱۴۲۱ھ
	مطابق ۳۱ دسمبر ۲۰۰۰ء
تعداد اشاعت	۱۰۰۰
نام مطبع	اسماء پرنٹرز، اورنگ آباد
کمپوزنگ	(ساجد نقوی) ایشین کمپیوٹر، بڈی لین، اورنگ آباد۔
بدیہ	

☆ به تعاون خير ☆

مولانا شاہ مشتاق احمد المعروف الہ نماشاہ قادری الجشتی،  
اورنگ آباد

☆ ناشر اداره النور ☆

بیت النور، چنچل گوڑہ،، حیدر آباد ۲۴

دعوت، تسلیم و تصدیق کی ہے۔  
 ترغیب، تحقیق و ادارہ کی ہے۔

اللہ

اس ذات کے

”قائم بخود خالق خلقت“

یہ کتاب کس سے ہے؟  
 محمد رسول اللہ سے

لا

→ علم حق ہے (سوائے سوائے)

لفظ اشتقاق

لا، خلقت کے الہ ہونے کا اعلان کرتا ہے

الا، اللہ کے الہ ہونے کا اثبات کرتا ہے

تسلیم و تصدیق، تحقیق و اثبات سے یافت

اللہ

سجود

یعنی خلقت  
 اصنام، اوثان

(اللہ، اللہ ہے) حب  
 محمد رسول اللہ، صلا

(کلمہ طیبہ) →

لا

لائے نفی، الہیت

غیر انسانی

(خلقت سے)





## معارف لا الہ الا اللہ

مری فنا ہے بقاء لا الہ الا اللہ  
 ہے مجھ میں نور خدا لا الہ الا اللہ  
 میں اس کا آئینہ ہوں وہ ہے آئینہ میرا  
 یہی ہے راز میرا لا الہ الا اللہ  
 میں ہی ہوں نور محمدؐ جو ہیں رسول اللہ  
 میں ہوں ظہور خدا لا الہ الا اللہ  
 میں بندہ حق کا ہوں لیکن خدا نما بندہ  
 خدا ہے بندہ نما لا الہ الا اللہ  
 خدائی مجھیں ہے ساری خدائی میں میں ہوں  
 عجب ہے بھید میرا لا الہ الا اللہ  
 خودی مٹی تو خود آیا خدا خودی میں نظر  
 ہمیں تھے اس جدا لا الہ الا اللہ  
 پڑھایا ہے مجھے اس طرح پیر نے کلمہ  
 کہ آپ خود میں بنا لا الہ الا اللہ  
 انا کو پلٹو، انا ہی ڈھونڈتے کیا ہو  
 یہی ہے صاف پتا لا الہ الا اللہ  
 تمہیں میں وہ ہے خبر بھی ہے کچھ تمہیں غوثی  
 وہی ہو ہے انا لا الہ الا اللہ

## جزو ثانی کلمہ طیبہ

ادھر بھی اک نظر مولا محمد رسول اللہ  
 میں دل سے تم پہ ہوں شیدا محمد رسول اللہ  
 مرے دل میں مری جاں میں تمہیں ہو یا رسول اللہ  
 میں قربان تم پہ ہوں شاہا محمد رسول اللہ  
 یہ کہکر جھومتا ہوں آپ کی الفت میں مستانہ  
 محمد رسول اللہ محمد رسول اللہ  
 نہ ہوتے آپ مولا اگر خدا ہوتا کہاں ظاہر  
 کہ نور حق ہو تم آقا محمد رسول اللہ  
 خدائی ساری دیکھی ہم نے اپنے دیدہ دل سے  
 نہ پایا ایک بھی تم سا محمد رسول اللہ  
 خدا کو دیکھنا چاہے کوئی تو ہم یہ کہتے ہیں  
 وہ دیکھے آپ کا جلوہ محمد رسول اللہ  
 جمال لا الہ الا اللہ دیکھتا ہے وہ  
 ہیں جس کے آگے آئینہ محمد رسول اللہ  
 وہ اپنی سیر باطن سے جو نکلا سیر ظاہر کو  
 بنا الحمد للہ کیا محمد رسول اللہ  
 بھلا کیا شے ہے غوثی جو نمودو بود میں آئے  
 یہ سب ہے آپ کا نقشہ محمد رسول اللہ

مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ

الْحَمْدُ لِلَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ نُورُهُ

کتاب جامع اعتبارات عقاید و حقائق و دقایق و معارف الوہیت

المسـمـى به

# کلمہ طیبہ

تصنيف منيف، كنز العرفان، ابوالایقان، مبلغ اسلام و احسان

پیر و مرشد مولانا الحاج حضرت سید می غوثی شاہ قبلہ رحمۃ اللہ علیہ

خليفة خاص و جانشین شمس العارفین حضرت سیدنا کمال اللہ شاہ المعروف بہ مچھلی والے شاہ رحمۃ اللہ علیہ

باہتمام

الحاج مولانا غوثی شاہ

خلف خليفه و جانشین الحاج حضرت سیدی پیر صحو شاہ رحمۃ اللہ علیہ

● به تعاون خیر ●

مولانا شاہ محمد مشتاق احمد الہ نما شاہ قادری چشتی

خليفه حضرت شاہ سعد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

ناشرِ ادارۃ النور بیت النور چنچل گوڑہ، حیدر آباد ۲۴

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نذر

نُورٌ

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ

اللَّهُ

حَامِلٍ فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ كَرِ اسْمِ مَبَارَكٍ سَرِ مَعْنُونِ

اُنہی کی وی ہوئی چیز اُنہی کے

نذر

صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

مُجْمِین، غوثی وہ ہیں، اُن کی چیز ہے

آئینہ، ہوں اُن کے خط و خال کا

فقیر غوثی

# حمد

الحمد لله ساری حمد اور تعریف اسی محمود حقیقی کیلئے ہے۔ جس نے اپنی الوہیت کا تحفہ کلمہ طیبہ لا اِلهَ اِلاَّ اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ کے قلب و زبان سے ہمیں دیا اور خود حقیقتاً وہی حامد و محمود ہے۔ عجب اللہ ہے کہ غیب و شہادت اسی کے کمال الوہیت سے قائم اور ظہور میں آئے ہیں اور آتے رہتے ہیں۔ اَلرَّان کے ساتھ الوہیت کا جلوہ نہ ہو تو کبھی موجود ہو سکیں نہ مخلوق۔

هو الذى فى السماءِ اِلَهٌ وفى الارضِ اِلَهٌ ط وله الحمد فى الاولى والآخره۔

ثناء الحمد لله احديث جب قل ہو اللہ ہے۔

تو غوثی میں ہے کیا جلوہ نہاں تیرا عیاں تیرا

محمد رسول الله علمبردار لا اِلهَ اِلاَّ اللهُ مظهر کلمی لا اِلهَ اِلاَّ اللهُ

تجلی اول نور خاص آئینہ ذات اللہ ممدوح الہیہ، منظور ذات اللہ باعث نمود خلق اللہ حبیب اللہ و در حمن تو یہ رحمۃ للعالمین و در خوف و رحیم تو یہ بھی رؤف و رحیم وہ اپنا آپ حامد و محمود تو یہ بھی اس کے ممدوح و محمود۔ عسی ان یبعثک ربک مقاماً محموداً۔ وہ نور مطلق اللہ نور۔ (السموات والارض) تو یہ نور مجرد قد جاءکم من اللہ نور۔ ادر فاعلم انه لا اِلهَ اِلاَّ اللهُ تو ادر واعلموا ان فیکم رسول اللہ ان کی بات سے خدا کی بات ملتی ہے تو انکی ذات سے خدا کی

ذات ملے گی۔ ان کو پہچانو تو خدا کو پہچانو گے۔ ان کو بھولے تو خدا کو بھولے۔ خدا کو بھولے تو خود کو بھولے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ محیط کل شئی ہے تو یہ بھی باعتبار رحمۃ للعالمین محیط کل شئی ہے۔ ان کی رحمت رحمانیہ بغیر اس نسبت رحمت عالمیان کے ظہور فرما نہیں ہوتی۔ یہی ہے سرکو لاک لما اظہرت ربوبیتی، انا من نور اللہ والخلق کلہم من نوری“۔۔۔

محمد حامد و محمود وے را خالقش بستود حضرت جائی

کرو شد بود ہر موجود ازو شد دیدہ ہا بینا

اما بعد۔ کلمہ طیبہ تصنیف ہذا جس کا کئی سال سے اشاعت میں لانا مرکوز خاطر تھا لیکن وقت کا تقاضہ مولیٰ تعالیٰ کا منشاء اب تھا۔ اسکے خصوصیات میں اللہ جو قلب فقیر پر فائز ہوئے، فضل الہی و انوار رسول الہی ہیں۔ نور قرآن کی روشنی میں کلمہ طیبہ کے ان اعتبارات کو بتایا گیا جو قرآن میں کئی جگہ ہیں۔ لیکن وہ جب اس ترتیب میں نمایاں ہوتے ہیں تو ایک بصیرت خاص کا ظہور ہوتا ہے۔ نفی اثبات، مقصد دعوت اعتبارات الوہیت اور ہر اعتبار الوہیت کو آیات قرآنیہ سے ہی بتایا گیا۔ اگر اللہ تعالیٰ فہم کھول دیں تو مسلم و مومن، اسلام و ایمان میں کامل ہو کر مقررین و صدیقین کے مقام کو حاصل کر سکتا ہے اور جو اس کا طالب نہ ہو، تو بھی اس کی تسلیم و تصدیق سے ایمان کو مستحکم کر سکتا ہے۔ علم لا آلہ الا اللہ اہم ہے اور دعوت الہ واحد فرض، کلمہ طیبہ، دعوتی اور جاننے ماننے کی چیز ہے لیکن یہ عجیب دور ہے کہ اس طرف عوام تو متوجہ ہیں ہی نہیں، خواص میں علماء کا بھی یہی حال ہے جتنا کہ وہ فلسفہ یافتہ وغیرہ کی طرف توجہ کرتے ہیں اتنا اس کی

طرف نہیں کرتے اسی طرح مشائخین و مرشدین کے طبقے میں بھی اکثر اس کو ذکر ہی کیلئے چھوڑا جاتا ہے۔ بعض جو سلوک مطلقہ یا سلوک علم حقیقی کا ذوق رکھتے ہیں وہ بھی محض تصوف کے عنوان اور اصطلاحات کی طرف ہی متوجہ رہتے ہیں اور ان میں اکثر باافہم و عقاید صحیحہ محض اصطلاحات کا مشغلہ رکھتے ہیں ان کا یہ حال ہے کہ کالمین فن سے اصطلاح کے دقائق نہیں سمجھتے یوں ہی رسمی کتابی یا غیر تحقیقی طور پر اصطلاحات کی اٹکل چلاتے ہیں جس کا نتیجہ الحاد و گمراہی اور زندقہ ہوتا ہے اس اعتبار سے بعض کا نظریہ یہ ہو جاتا ہے کہ اصطلاحات اچھی چیز نہیں، گمراہی کی طرف لے جاتی ہیں وغیرہ نعوذ باللہ انہیں اتنی سمجھ نہیں ہوتی کہ نفس دین میں خود احادیث شریف و فقہ احکام و تفسیر قرآن وغیرہ میں اصطلاحات موجود ہیں، اور ضروری بھی، ورنہ تفسیر و احادیث کی صحت اور فقہ کے علم کا پایہ ہی کھوکھلا ہو جائے گا۔ تو پھر کیوں علوم قرب اور فقہ بصیرت میں اصطلاح نہ ہو۔ یاد رہے کہ جیسے جس علم کی بلندی ہوگی ویسے ہی اس علم کی اصطلاح بلند پایا ہوگی اور اس سے الٰہی بے مانگی ہے“ اور پھر لامناشتہ فی الاصطلاح مسلمہ مسئلہ ہے۔

واضح ہو کہ اسرار توحید و رموز قرآن، علوم ولایت، بصیرت محمدیہ، انوار ذاتیہ، الہیہ، جو کہ قرآن میں باعتبار معیت و احاطت قرب و اقربیت، ربوبیت و ہویت، کھلے طور پر ہیں جن کے مبین و مشرح و معلم باعتبار شرح صدر و علم لدنی مقررین و صدیقین و اولیائے کالمین ہیں ان کے ان اعتبارات عالیہ کو بعض اہل ظواہر جو صرف فقہ و احکام عقائد و حدیث و قرآن کے ظاہری اعتبارات کے اپنی

فہم سے تسلیم و تصدیق کرنے والے ہیں۔ بے سمجھی اور عدم تحقیق اور بے بصیرتی سے محققین مذکور پر الزام لگا دینے میں ذرا بھی نہیں جھجکتے اور اپنے اس گناہ کی پاداش میں اشد ترین گناہ قساوت قلبی مول لیتے ہیں۔

جیسے کہ بعضوں نے اپنی کسی کتاب میں بعض صدیقین و مقربین قطب الاقطاب وغیرہ کی نسبت بے سمجھی اور ناواقفیت سے لکھ مارا کہ وہ اور امثالہم کا نوا من الملاحدة یعنی یہ حضرات ملحد تھے۔ (نعوذ باللہ) جسارت تو دیکھئے کہاں وہ کہاں یہ اور پھر مسئلہ شرعیہ کے لحاظ سے اگر وہ ملحد نہ ہوں تو یہ مفت مارے گئے خود ملحد ٹھہرے۔ اسی طرح ان کے پیروں سے بھی بعض ایسے دریدہ دہن ہوتے ہیں جو محققین و اولیائے مقربین کی شان میں اس قسم کی گستاخی کر کے عند اللہ و رسول ﷺ، ماخوذ و عند محققین معتبور ہو جاتے ہیں اور بعض تو ایسے بھی گستاخ اور بے ادب ہوتے ہیں کہ اپنے جہل اور کج فہمی سے خود اپنے محترم محققین اہل سلسلہ ہی پر اعتراض و طعن کی ابتداء کر کے خود اپنے مرشدین اور بڑھتے بڑھتے ان کے اوپر کے مرشدین و اولیائے عظام کو بھی اپنی گستاخیوں اور جاہلانہ طعنوں کا ہدف بنادیتے ہیں مگر ذہ یہ کہ اس گستاخی کو گستاخی نہیں سمجھتے وہ تو یہ سمجھتے ہیں کہ طریق کتاب و سنت یہی ہے اور اس غلطی میں پڑے ٹامک ٹوئے مارتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ یہ بیچارے اپنے معمولی سے علم اور اس کی بے بضاعتی پر رکتھے ہوئے ہیں۔ اور حق سے دور اور یہ تو کیا، ضد نفس کی وجہ اور کچھ فہم صحیح کی غلطی سے اچھے اچھے علم رکھنے والے بھی راہ حق سے ہٹ گئے اور ہٹ جاتے ہیں۔

رہے اختلافات “یہ اور چیز ہیں لیکن ذرا اسے اختلافات پر شدت کرنا اور



کتاب و سنت کا لفظ نامعلوم کیلئے آڑکی ٹٹی بنا کر مخالفت اور تعصب برتا بہت بُری چیز ہے۔

توین اولیاء تو ہیں حق تعالیٰ ہے ان کے علوم کا انکار انکار علوم البیہ  
و بصیرت قرآنیہ اور ویسے بھی علم حق میں تاویل بدعتِ سنیہ ہے

بر ہوا تاویل قرآن می کنی پست و کثر شد از تو معنی سنی

گستاخی و ہریت ہے اور نیچر پین اور بے ادبی اہل اللہ کے ساتھ محرومنے

مقاماتِ عالیہ اور باعثِ ابتلائے بدعاتِ سنیہ ہے اور دین تو تمام ادب ہی ہے۔

مولانا رومی

ہر کہ گستاخی کند اندر طریق گرو و اندر وادی حیرت غریق

ہر کہ گستاخی کند در راہ دوست ریزن مرداں شد و نامرد اوست

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد بلکہ آتش در ہماں آفاق زد

اس کا ادنیٰ نقصان یہ ہوتا ہے کہ قرب و اقربیت البیہ اور حکم قرآنیہ کے منکر ہو کر

رموزِ شریعت طریقت و حقیقت و بصیرت محمدیہ سے پھر جاتے ہیں اور یہ پہلی قسط ہے۔

گستاخی اور بے ادبی اُمر بمقابلہ رسول ہو تو اس کی سزا 'مشرکین کی سزا

ہے یعنی حبطِ اَعمال اور لعنت (اللہم احفظنا) یا آئینا الذین امنوا لا ترفعوا

أصواتکم فوق صوتِ النبی ولا تجہرولہ بالقول کجہر بعضکم

لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو

مت بلند کرو آواز اپنی کو اوپر آواز نبی کے اور مت آواز بلند کرو اوپر اسکے بچ بولی

کے جیسا بلند کرتے ہیں بعض تمہارے واسطے بعض کے ایسا نہ ہو کہ کھوئے

جاویں عمل تمہارے اور تم نہ سمجھتے ہو (۲۶ الحجرات ع)

یہ ایمان والوں سے خطاب ہے اور آواز نبی پر آواز بڑھانے کی بے ادبی پر سزائے حیط اعمال ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْءِ ذُوْنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلَہِ لَعَنُھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًا۔ تحقیق جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ کو اور رسولؐ اسکے کو لعنت کی ہے ان کو اللہ نے بیچ دنیا کے اور آخرت کے اور تیار کیا ہے واسطے ان کے عذاب رسوا کرنے والا (پ ۲۲، الاحزاب ج)

ایذا اس سے پہلے قرآن کے دسویں پارہ سورۃ التوبہ میں بتایا گیا ہے کہ (منافق صرف ہواذن کہتے) یعنی کچے کان کے اتنی ہی بات کی ایذا پر لعنت فرما گیا ہے ”غور طلب ہے“ اور اگر گستاخی و بے ادبی بمقابلہ اولیاء اللہ ہو تو خدا سے جنگ ہے اور راہ جہنم۔ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتَہٗ بِالْحَرْبِ جس نے میرے ولی سے دشمنی کی بیشک وہ مجھ سے اعلان جنگ کرتا ہے (حدیث قدسی) چنانچہ اسی پر بڑے بڑے علمائے باللہ اور اولیاء اللہ کی ترجمانی حضرت مولانا رومؒ نے کی ہے

باں و باں ترک حسد کن بامہاں	ورنہ اہلیسے شوی اندر جہاں
کو بدل گشت و بدل شد کار او	لطف گشت و نور شد مرنا مر او
ہرچہ گیر دغلتی علت شود	کفر گیرد کاملے ملت شود
جہل آید پیشیں اودانش شود	جہل شد علمے کہ در ناقص رود
انچہ صاحب دل بداند حال تو	تو ز حال خود ندانی اسے عمو
پاسبان آفتاب اندولیا	در بشر واقف ز اسرار خدا
از خدا خواہیم توفیق ادب	بے ادب محروم ماند از فضل رب

غوثی

اَللّٰہُمَّ اَعْطِنِیْ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ اٰمِیْن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

## کلمہ طیبہ

### بات پاکیزہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
نہیں ہے کوئی (یعنی شے مخلوق) الہ و معبود (واقعہ) سوائے (مگر) اللہ یعنی (قائم بخود) کے

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ  
محمد (رسول اللہ) صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے ہوئے ہیں اللہ (قائم بخود) کے  
یہ دعوتی کلمہ ہے۔ سارے عالم کیلئے ہے صدق ہے حق ہے۔ نور ہے  
منجی ہے۔ مصلح امور دینی و دنیاوی ہے۔ کائنات سے منتسب، سب موجودات  
پر حاوی، خودداری و خودی حقیقی کا علم بردار، خدا اور خدائی کا آئینہ دار، بت پرستی  
کو حق پرستی، خود نمائی کو خدا نمائی سے بدلنے والا۔ جلوہ حق کو دنیا اور آخرت میں  
دکھانے والا۔ خدا اور خودی سے ملانے والا۔ مایا کی کایا۔ بغیر تبدیل کے پلٹنے والا،  
اس کے اقرار تصدیق سے نجات یابان ساکن و متحرک کی بندگی اور غلامی سے  
آزادی و تحقیق و ادراک سے قریب حق و وصال، سرور ابدی، سکون حقیقی“

یہ کہاں تھا؟ اللہ میں، یعنی علم حق میں،

کہاں آیا؟ رسول اللہ میں اب کہا ہے؟ قلب مومن میں، یعنی ہم

میں کیسے آیا؟ محمد رسول اللہ پر ایمان لانے سے یہ کہ وہ خدا کے رسول ہیں۔

اس کے انکار سے قید و بند، دنیا میں اضطراب، حزن و ملال، آخرت میں عذاب و وبال، اس سے غفلت، خود سے اور حق سے دوری اور پریشانی۔

اس کے تین درجے ہیں  
 تسلیم و تصدیق      نظر و مشاہدہ      علم و ادراک  
 اس کے جزو دو ہیں:-

پہلا الوہیت دوسرا رسالت

الوہیت یعنی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اس کے بارہ حروف ہیں

رسالت یعنی محمد رسول اللہ اس کے بھی بارہ حروف ہیں بے  
 نقط ہیں، یعنی حروف نوری، مطلب یہ کہ یہ سب نور کا بیان ہے 'دونوں کی تسلیم  
 اسلام، تصدیق ایمان، تحقیق احسان۔

ترکیبی معنی بہ الفاظ

لا 'لفظ و حرف نفی' الہ 'اسم و صفت' تکررہ 'ال' لفظ و حرف استثنیٰ 'اللہ'  
 اسم ذات مستثنیٰ۔

معنی باعتبار عبارت

لا: نہیں کوئی یعنی شے، مخلوق الہ و معبود، قابل پرستش، محتاج الیہ  
 (یعنی خود بے حاجت اور سب کا حاجت روا)

إِلَّا: مگر اللہ یا سوائے اللہ کے جو سب کا پیدا کرنے والا اور اپنی ذات

سے آپ قائم موجود حقیقی اور صاحب الوہیت ہے۔

الوہیت کا معنی خدا پن، خدائی پن

الوہیت کی تعریف : یہ وہ مرتبہ ہے جو تقاضا کرتا ہے

فنائے عالم کو عین بقائے عالم میں اور بقائے عالم کو عین فناے عالم میں۔

الوہیت : کے چار اعتبار ہیں 'ذات' 'صفات' 'افعال' 'آثار'۔

کلمہ میں نفی و اثبات ہے

س: نفی کس چیز کی؟ یعنی انکار کس چیز کا؟

ج: شے مخلوق یا غیر اللہ کے الہ یعنی معبود و لایق پر ستش و حاجت روا

ہونے کا امکان۔

س: اثبات یعنی کس چیز کو الہ ماننے کا اقرار اور ٹھیراؤ؟

ج: اللہ تعالیٰ کو الہ ماننے کا یعنی معبود و لایق پر ستش ہونے کا۔

س: کس لئے؟

ج: اس لئے کہ لوگ جو غیر مسلم تھے یا ہیں، اقسام خلق کو جو کہ غیر اللہ

وہا سو اللہ ہے۔ الہ مانتے اور اس کی پر ستش اور پوجا کرتے تھے، اور اب بھی بہت

سے کرتے ہیں، مثلاً عرب میں لات، منات، غزلی، بنبل (دیویوں کے نام) شمس

، قمر، ستارہ وغیرہ کو پوجتے تھے۔ تو کہیں اس کے علاوہ زمین، ملک، جمادات،

نباتات، حیوانات، عناصر انسان کی پوجا ہوتی تھی۔ اور اب بھی ہوتی ہے، اور ایسے

خلق کے پرستار بجز مسلم کے اکثر یا تقریباً سب ہیں۔ چنانچہ ہندوستان میں سب

قسم کے پجاری ہیں اور جو مورتی اور صورت کی پوجا نہیں کرتے وہ تین قدیم

ماننے کا شرک کرتے ہیں۔ کہتے ہیں، خدا قدیم ہے، روح قدیم ہے، مادہ قدیم ہے اور اس کی مثال خدا سوا روح زین، مادہ گھوڑا، کی دیتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب تینوں قدیم ٹھہرے تو مساوات ہوئی اور مساوات میں ایک دوسرے کی تابعداری کیسے؟ نتیجہ لڑائی ہوگی اور اس میں دور بینگی اور آخر دو میں بھی جنگ ہوگی تو پھر ایک ہی رہ جائے گا۔ اسی طرح یورپ کے غیر مسلم یعنی نصاریٰ خدا روح القدس یعنی جبریل اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان میں بعضے خدا اور حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کو الہ ماننے والے ہیں اسی طرح آسمانوں اور ملائکہ اور روح کے بھی پرستار ہیں اور روح کو خدا مانتے ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ روح کو جب اپنی حقیقت کا علم نہ تھا تو روح یا جان تھی۔ جب اس کو اس کا علم آگیا تو وہی خدا ہے اور بعضے انکے اپنے اولیاء انبیاء اور بزرگوں وغیرہ کو خدا مانتے اور پرستش کرتے ہیں۔ اور یہی کیا، شرم گاہوں کے بھی پرستار ہیں۔ غرض اسی طرح سارے جہاں کی چیزوں ہی کو لائق پرستش سمجھتے ہیں۔ اور بعض تو خدا کے لئے بیٹا، بیٹی جو روح وغیرہ کا تصور رکھتے ہیں اور بعض ان کے اپنے بزرگوں نبیوں، وغیرہ کو مستقل بالذات، سفارشی، اور شفیع بلا اذن و امر کے جانتے ہیں۔ اور یہ ساری باتیں غلط اور کذب و افتراء ہیں۔ اور حقیقتاً یہ باتیں انبیاء اور پرافتوں کی نہیں۔ بات یہ ہوئی کہ جب رسولوں اور انبیاء کا انتقال ہو گیا یا وہ دنیا سے باعتبار خرق عادت (قدرت) اٹھالیئے گئے تو ان کے بعد پیروؤں میں سے کچھ غلط فہمی اور کچھ خوش اعتقادی اور کچھ نفسی خرابی کی وجہ سے اس قسم کی غلط اعتقادوں کو مذہبی صورت دینی شروع کی اس طرح یہ برائی عام طور پر زمانہ کے

تغیرات سے سارے جہاں میں پھیل گئی۔ چونکہ خالق کائنات اپنے بندوں کو بغیر ہدایت نہیں رکھتے جس طرح ہر زمانہ میں اپنے اپنے مواقع پر انبیاءوں رسولوں پیغمبروں، ہادیوں، نذیروں، کو ان کے ملک و قوم میں بھیج کر ہدایت دیا کرتے تھے اسی طرح اس تمام دنیا کی بگاڑ کے موقع پر اپنی رحمت کاملہ اعتبار سے سارے جہاں کیلئے کامل، مکمل ہدایت و نعمت ظاہری و باطنی بہ صورت قرآن جو کہ انکا علم و کلام ہے دیکر کل جگہ (ہر زمانہ) یعنی بگڑا ہوا، اور کل جگہ (یعنی سارا زمانہ) کے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کو جن کے آنے کی بشارت و خوشخبری پہلے ہی سے بذریعہ متعدد انبیاء و رسول دی جا چکی تھی، اور جن کا علم و عمل مطابق قرآن تھا اور جن کے اخلاق سے دنیا کے اکثر غیر مسلم یہود و نصاریٰ عرب کے بت پرست، سخت جنگ جو، بد خو، و غیر متاثر تھے، جنگی صداقت و امانت کا لوہا سبھوں نے بچپن ہی سے مان لیا تھا، رسول عالم بنا کر بھیجا گیا اور ایسی ہدایت ان کے ذریعے دی گئی جو کہ سارے عالم کو یکساں اور ہر زمانہ کیلئے مکمل ہو۔ اور بغیر تغیر و تبدل کے امن اور شانتی کے ساتھ جلوہ افروز ہے۔ چنانچہ حضورؐ کی اس مقبول اور معجز نما حقیقت کا سکہ باوجود ناموافق طبعوں کی مخالفت کے سارے عالم میں مقبول اور جاری ہو گیا۔ اب بھی اس ہدایت کے اکثر دشمنین پہلو بہ صورت دیگر تبدیل لباس کے ساتھ عالم میں جلوہ ریز ہیں۔

سُبْحَانَ اللَّهِ بِحَمْدِهِ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ بے شک آگیا تمہارے پاس اللہ کا نور و صلی اللہ علیٰ نور کز و شد نور با پیدا (حضرت جامی)

## کلمہ طیبہ کے نفی و اثبات کی تفصیل باعتبار الوہیت

**پہلا اعتبار :** لا سے اجمالی نفی، الوہیت یعنی معبودیت غیر اللہ کی ہے یہ کہ الہ اور معبود بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ الہ و معبود ہونے کیلئے پہلا اعتبار قائم بخود یعنی اپنی ذات سے آپ قائم و موجود ہونا ضروری ہے کیونکہ جو قائم بخود یا موجود بذاتہ نہ ہو اس کی بندگی کیسی؟ جبکہ وہ خود اپنے قائم ہونے میں محتاج ہے اسی طرح۔

**دوسرا اعتبار :** اس کا صفات کاملہ و ذاتیہ رکھنا، یعنی بذاتہ بلا کسی خلقی اعتبار، یعنی روح کے زندہ رہنا، بغیر دل و دماغ کے جاننا اور ارادہ کرنا۔ بغیر اعتناء و جوارح کے قوت و فعل رکھنا۔ بغیر کان کے سنا بغیر آنکھ کے دیکھنا۔ بغیر زبان کے بولنا اور بغیر کسی مادہ و روح کے تخلیق روح و مادہ محال کرنا ضروری ہے۔

اسی طرح

**تیسرا اعتبار :** افعال اختیاریہ ذاتیہ کا یعنی بغیر کسی اعضاء و جوارح کے اقتدار اور افعال کا جاری کرنا۔ مثلاً مارنا، جلانا، پیدا کرنا، ہوا چلانا، پانی پر سانا، اوگانا وغیرہ

**چوتھا اعتبار :** احتیاج عالم کو پورا کرنا، ہر طرح سے ساری ضروریات کے ساتھ عالم اور خلق کو پالنا۔ اور ہر وقت اور ہر آن بلا کسی غرض ذاتی کے ان کی ضروریات کی نگہداشت اور تکمیل کرنا، اگر ان اعتبارات سے اللہ یا معبود متصف نہ ہو تو وہ ہرگز لائق پرستش نہیں ہو سکتا لہذا ان اعتبارات سے جو ذات کہ متصف ہے وہ اللہ ہی ہے۔ اسی لئے اللہ ہی الہ و معبود ہے۔ اس کے



سوا تمام عالم خلق الہ و معبود نہیں کیونکہ وہ خود مخلوق اور محتاج ہے اور ظاہر ہے کہ جو خود مخلوق اور محتاج ہو وہ کیسے کسی کی بندگی اور عاجزی کو لے سکتا ہے۔ اور حاجتوں کو پورا کر سکتا ہے۔ اسلئے ان اوصاف اور اعتبار کو جو الہ ہونے کے لئے ضروری ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے ہی یہ صفت الہ ہونے کے بتائے چنانچہ اللہ لا اِلاّ ہُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَتْہٗ وَ لَا نَوْمٌ لَّہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ۔ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْہِمْ وَمَا خَلْفَہُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ اِلَّا بِمَا شَاءَ وَ سِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَلَا یَؤْذُہٗ حِفْظُہُمَا وَ ہُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ یعنی اللہ کون ہے؟ وہ ہے کہ نہیں کوئی الہ سوائے اس کے جو کہ حیننی ہے، قیوم ہے، یعنی زندہ اور (موجود بذات) ہے، جسے اونگھ اور نیند (یعنی صفات خلقیہ) نہیں۔ آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے اسی کی ملک ہے کون ہے جو اسکے پاس بغیر اسکی اجازت کے۔ غارش کرے۔ جانتا ہے جو کچھ بھی اسکے آگے ہے اور جو کچھ بھی اسکے پیچھے ہے اور نہیں گھیری جاتی کوئی چیز اس کے علم سے مگر اتنا ہی جتنا کہ وہ چاہے۔ وسیع ہے اسکے آسمانوں اور زمین کی کرسی۔ اور جسے انکی حفاظت سے تکان نہیں۔ بلند شان والا اور عظمت اور بڑائی والا ہے۔ (پ ۳ البقرہ ص ۲۴)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ ہی الہ ہے ”کوئی“ الہ نہیں۔

”کوئی الہ یعنی خلق“ غیر اللہ

کوئی الہ یعنی الہہ مزعومہ جو کہ واقعۃً الہ نہیں اس کا مصداق کیا

خلق، اسکی تین قسمیں تفصیلی ہیں، اجمالاً دو۔ عالم خلق و عالم امر تفصیلاً

(۱) عالم خلق و شہادۃ (باعتبار مادہ) (۲) دوسرا عالم برزخ و مثال جو امر ہی سے متعلق ہے۔

(۳) تیسرا عالم غیب و امر جو عالم امر کی دوسری قسم ہے۔ اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ۔ سن رکھو عالم خلق اور امر یعنی مادی و غیر مادی و غیرہ بھی اسی کی مخلوق و ملک ہے۔ (۱) تعریف عالم خلق، (مادی) وہ جسکو صورت و شکل، رنگ، وزن، مادہ، مدت، کون و فساد ہو۔

(۲) تعریف عالم مثال، یہ عالم غیر مادی اور عالم امر کی پہلی قسم سے ہے جس کو صورت و شکل و رنگ ہو لیکن مادہ، وزن، خرق و التیام، ٹوٹنا، پھوٹنا و غیرہ نہ ہو۔ جیسے عالم خواب و خیال، اسکا تعلق عالم ملکوت سے ہے۔

(۳) عالم امر و غیب، یہ عالم غیر مادی محض جس میں صورت و شکل ہے نہ رنگ و وزن، مثلاً عقل و نور و غیرہ کہ جسکی حقیقت و واقعیت ثابت ہے لیکن غیر مادی اور عالم بے صورت، اس کا یہ مطلب ہے کہ نفی کوئی شے یعنی عالم خلق اور اسکے اقسام کے الہ ہونے کی ہے یہ کہ عوالم، عوالم ہیں، خلق ہیں، غیر اللہ ہیں، الہ و معبود نہیں۔ غیر مسلم یابت پرست و غیرہ نے انہیں بطور خود اللہ و معبود مان لیا ہے۔ انکے اسی اعتبار کو اتخاذِ اِلٰہ و جعلِ اِلٰہ کہتے ہیں۔

واضح باد کہ عام طور پر لوگ عادتاً صرف معبودیت کے اس ایک ہی اعتبار کو خیال میں رکھتے ہیں۔ باقی اعتبار الوہیت کو علیحدہ علیحدہ مانتے ہیں۔ کلمہ

طیبہ سے نہیں سمجھتے اور اس ایک اعتبار کو بھی تفصیل سے عالم کی ہر شے پر منطبق کر کے نہیں سمجھتے مثلاً معبود خالق ہے اور خالق ہی رزاق اور مالک ہے موثر اور حاجت روا ہے۔ لہذا عالم کا ذرہ ذرہ یہ صفات نہیں رکھتا۔ اور یہ معبود حقیقی کا اپنے بندوں کے ساتھ ربطِ خالقیت ہے جو کہ مرتبہ آثار میں معبودیت کا اعتبار کہلاتا ہے اگر یہ سمجھ کر ذہن میں رکھا جائے اور پیش نظر، تو معبود کا وزن معلوم ہونے لگے گا۔

اس میں نفی، عالم کو عالم سمجھنے کی نہیں۔ عالم، عالم ہے، خلق ہے اور اپنے خالق کا ہر آن محتاج ہے۔ اللہ و معبود نہیں، از خود پیدا نہیں۔ اس عالم سے جو باہم ایک دوسرے کے کاروبار نکلتے دکھائی دیتے ہیں، اصل میں وہ خدا ہی کی جانب سے نکلتے ہیں۔ یہ ہوا تسلیم و تصدیق کا اعتبار جس کا جاننا اور ماننا فرض ہے۔ اور لازمی اور اب ذرا اسی اعتبار کو نظر تحقیق سے دیکھئے تو فقط لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہی میں یہ چار اعتبار نظر آئینگے۔

**مصدق لا مفروضہ اللہ یعنی اشیاء میں لا، نہیں ہے اللہ کوئی معبود**  
(یعنی کوئی الہ متحدہ جس کا مصداق شے مخلوق ہے جس میں کائنات کا ذرہ ذرہ داخل ہے جو کہ تحت لا ہے) اللہ و معبود (واقعۃً) یعنی صاحب الوہیت جسکے چار اعتبار یہ ہیں۔

خالق۔ رب۔ رحمن یعنی متصف بہ صفات کمال۔ قیوم قائم و موجود بالذات إلا سوائے اللہ یعنی اللہ تعالیٰ (قائم بخود کے) یعنی اللہ ہی اللہ، معبود صاحب الوہیت ہے، لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اللہ کا معنی، پرستیدہ شدہ یا قابل پرستش

چونکہ اس پر ستش کے اعتبار کو کافروں نے غیر اللہ، یعنی خلق اللہ اور بتوں وغیرہ کے لئے ٹھیرایا تھا لہذا اسی نفی تسلیم معبودیت و تعبد کیلئے لایا ہے۔

### تفصیلی اعتبارات ذات سے آثار تک

**اعتبارات بلحاظ ہستی** **هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ**

نہیں ہے کوئی معبود سوائے اسکے یعنی اللہ ہی اللہ باعتبار ذات و قائم بخود بے معنی ہو۔ ہے یعنی وجود محض و ہستی (پ ۲۸ المحشر ع ۳)

**اعتبارات معنی شعور ہستی و خودی** **اِنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا (فاعبدون)**

یہ کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر میں یعنی اللہ ہی اللہ ہے باعتبار ذات بہ معنی انیت و انا (پ ۱۷ الانبیاء ع ۲)

**اعتبار صفات** **وَالْهَکُمُ الْاِلٰهَ وَاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ**

(الرحیم) اور (لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ) وَهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی رحمن جو کہ عام طور پر بلا وجہ و استحقاق مہربانی کرنے والا (اور خاص طور پر بھی مہربانی کرنے والا کسی عمل کی وجہ سے باعتبار جزا) (اور نہیں اسکے مانند کوئی چیز) اور وہی سننے والا دیکھنے والا ہے، یعنی اللہ ہی اللہ ہے بہ اعتبار صفات بمعنی رحمن و سمیع و بصیر۔

(پ ۲ البقرہ ع ۱۹، ۲ پ ۲۵ الشوری ع ۲)

**اعتبار مخاطب** **لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ (سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ)** نہیں

ہے کوئی معبود مگر آپ یا تم یعنی اللہ ہی اللہ ہے بہ اعتبار مخاطبت بمعنی اَنْتَ (آپ پاک ہیں میں ظالموں میں سے تھا) (پ ۱۷ الانبیاء ع ۶)

اعتبار (افعال) ربوبیت: قُلْ هُوَ رَبِّي (لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ) کہہ دیجئے کہ وہی میرا رب ہے (نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی) یعنی اللہ ہی اللہ ہے جسے رب۔  
(پ ۱۱۳ الرعد ع ۴)

إِنَّ إِلَهَكُمْ لَوَاحِدٌ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ۔

تحقیق تمہارا معبود ایک ہی ہے جو پروردگار آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ درمیان ان دونوں کے ہے اور پروردگار مشرقوں کا یعنی (اللہ ہی) اللہ واحد ہے یہ اعتبار ربوبیت بمعنی رب۔ (پ ۲۳ والصفات ع ۱۴)

اعتبار (آثار) معبودیت: ذَالِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَا إِلَهَ هُوَ) خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ) یہ ہے اللہ تمہارا رب نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی پیدا کرنے والا سب شے کا پس اسی کی عبادت کرو اللہ ہی رب و الہ ہے باعتبار آثار بمعنی خالق و معبود (پ ۷ الانعام ع ۱۳) رب کا معنی پالنے والا اور تعریفاً علی الترتیب و تدریجاً ہر آن شے ناقص کو کامل بنانے والا۔

### احکام اعتبارات منفی

ان کا انکار	کفر	انکار کرنے والے کو کافر کہتے ہیں
ان میں جوڑ لگانا	شرک	یعنی الوہیت میں کسی غیر اللہ کو شریک کرنے والے کو مشرک کہتے ہیں۔
ان سے پلٹنا	ارتداد	بعد تصدیق پھر پلٹ جانے والے کو مرتد کہتے ہیں۔

ان میں شک کرنا نفاق یعنی بظاہر ماننا اور دل سے نہ ماننے والے کو منافق کہتے ہیں۔

یہ سب موانعاتِ ایمان ہیں، خلافِ ایمان، ان کی سزا ہمیشہ کی جہنم ہے۔

### احکام اعتبارات اثباتی

ان کو ماننا اور تسلیم کرنا اسلام ہے اس ماننے والے کو مسلم کہتے ہیں۔

ان کو سچ جاننا اور تصدیق کرنا ایمان ہے اسکی تصدیق کرنیوالے کو مومن کہتے ہیں۔

ان کی تحقیق کرنا اور مصداق کا فہم حاصل کرنا احسان ہے اس محقق کو محسن کہتے ہیں

ان کو بعد تحقیق پیش نظر باعتبار بصیرت رکھنا حقیقی تقویٰ ہے اس اہل نظر کو متقی کہتے ہیں

ان کی تحقیق میں گم ہونا یعنی بیویت الہیہ کے اعتبار سے اس اہل توحید کو موحد کہتے ہیں توحید حقیقی ہے

تسلیم اور تصدیق ان سب کی لازمی ہے اور فرض، یافت و تحقیق، تقویت اور تکمیل ایمان ہے اور افضل ایمان، اور ایمان تحقیقی، افضل نوافل، اور اہل علم و فہم

پر واجب ہے

تسلیم و تصدیق سے ولایت عامہ ہے مقام شہد او صالحین

تحقیق و تحقق سے	ولایت خاصہ ہے	مقام صدیقین و مقربین
تسلیم و تصدیق سے	معبودیت و ربوبیت	یعنی مقصودیت الہیہ ملتی ہے
تحقیق و تحقق سے	} صفات و ذات الہیہ کا حصول و قرب خاص	یعنی آفاق میں مشاہدہ الیہ ہوتا ہے
		تو انفس میں قرب و یافت

### تنقیحات

کلمہ طیبہ کا معنی مختلف طور سے کیا جاتا ہے لہذا پہلے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اس کا صحیح معنی ہے کیا؟ مثلاً نہیں کوئی الہ یا معبود برحق یا مستحق عبادت سوائے اللہ کے۔ اس میں الہ کا مستحق عبادت بحق و برحق یہ معنی محذوف لیا جاتا ہے اس کا یہ مطلب ہوا کہ اللہ تعالیٰ الہ یعنی معبود برحق ہیں جس سے نفی معبودیت باطلہ کی یعنی لا معبود الا اللہ دوسرا معنی الہ کا بعضوں نے موجود کا لیا۔ الا کا معنی غیر کا کیا، یعنی نہیں ہے کوئی موجود غیر اللہ کا یعنی لا الہ غیر اللہ اور بعضوں نے صرف نفی غیر کا یہ کہ نہیں ہے کوئی الہ یعنی موجود و معبود اللہ کا غیر، جس میں نفی غیریت موجودات و نفی غیریت معبودان مزمومہ ہوئی، یعنی دوسرے جو الہ مانے جارہے ہیں وہ الہ و معبود مزمومہ یا موجودات اللہ کے غیر نہیں، عین اللہ ہیں۔ تیسرا معنی نہیں ہے کہ کوئی خدا سوائے خدا کے، اسمیں الہ اور اللہ دونوں کا معنی خدا کیا گیا۔ اسمیں خدا کے خدا ہونے کا اثبات ہے۔ اور دوسرے کسی خدا کے خدا نہ ہونے کا۔ لیکن یہ نہ معلوم ہوا کہ دوسرا خدا کیوں خدا نہیں۔ یعنی اس کا یہ مطلب ہوا کہ لا اللہ الا اللہ اور پھر اللہ اور الہ کا معنی ایک ٹھہرانے کی وجہ کیا؟ جبکہ الہ اسم و صفی اور اللہ اسم ذات ہے۔ معلوم ہوا کہ متعدد

معنی کی وجہ؟ خیالات مترجم ہیں اپنے فہم کے لحاظ سے، جیسا جس کے جو کر دیا اصل میں مرسل کلمہ یعنی حق تعالیٰ کا مقصد دعوت اور رسول کی مخاطب طلب ہے۔ جب تک صحیح معیار پر اسکو نہ دیکھا جائے معنی ہی صحیح نہیں قرآن اسکی تفصیل ہے اسی میں دیکھئے۔

واقعہ کیا تھا اور ہے کیا؟ غیر مسلم، کس کو الہ مانتے تھے اور میں مانتے تھے، معلوم ہو جائے گا کہ جن معنی میں وہ الہ مانتے تھے اسکی غیر مسلم بت پرست و غیرہ، غیر اللہ یعنی خلق اور اقسام خلق کو الہ مانے واضح ہو کہ ہم نے جو معنی بیان کئے ہیں وہ اسی مفہوم قرآنی کے اعتبارات یہ کہ لا نہیں ہے اللہ۔ کوئی معبود (واقعۃً) الا سوائے (مگر) آ یعنی کوئی معبود، واقعۃً نہیں۔ کوئی معبود کون؟ جسکو لوگوں نے اپنے معبود ٹھہرایا تھا، ان کے ٹھہرائے ہوئے معبود تھے کیا؟ اشیاء یعنی اقسام خلق جنکا ذکر کیا گیا اس میں مخدوف کیا ہے، (واقعۃً) لہذا مزعومہ، واقعۃً معبود و اللہ نہیں اشیاء ہیں یعنی خلق الا سوائے (مگر) یعنی اللہ ہی معبود ہے اسکے سوا کوئی الہ (قابل پرستش) نہیں۔ کیوں پرستش نہیں اسلئے کہ اللہ قائم بخود ہونا چاہیئے اور محتاج الیہ یعنی خود بے اور سب کا حاجت روا اور صاحب الوہیت اور یہ اللہ، خالق کل شے ہی ہے۔

اتَّخَذَ الْإِنْسَانُ مِثْلَ اللَّهِ ۚ وَاتَّخَذَ وَامِنْ دُونِهِ إِلَهًا لَّا يَخْلُقُونَ شَيْئًا يَخْلُقُونَ ۚ

انسان، اور ٹھہرایا انہوں نے اسکے سوا کئی معبود جو کہ کسی چیز کے پید والے نہیں بلکہ وہ خود مخلوق ہیں۔ (پ ۱۸ الفرقان ۱۷)



هَؤُلَاءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً

یہ ہماری قوم ہے ٹھہرائے انہوں نے اللہ کے سوائے اور معبود۔

(پ ۱۵ کہف ع ۲)

أَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخَذُونِي وَأَقَمِي الْهَيْبَةَ مِنْ دُونِ اللَّهِ

(عیسیٰ علیہ السلام سے خطاب) کیا آپ نے کہا لوگوں سے کہ مجھے

اور میری ماں دونوں کو دو معبود ٹھہراؤ اللہ کے سوائے (پ ۱۵ المائدہ ع ۱۵)

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ (حضور ﷺ سے خطاب) کیا آپ

نے دیکھا اسکو جس نے ٹھہرایا اللہ اپنی خواہش کو (پ ۲۵ الجاثیہ ع ۲)

جَعَلَ آلَهُ: يَمْوَسَّىٰ اجْعَلْ لَنَا إِلَهًا كَمَا إِلَهَهُ (قوم کا موسیٰ علیہ السلام سے

خطاب) اے موسیٰ بنادے (ٹھہرا دے) ہمارے لئے بھی ایک معبود جیسا کہ ان

کے لئے کئی معبود ہیں (پ ۱۹ اعراف ع ۱۶)

اتَّخَذَ اصْنَامًا وَأَوْتَانًا بِمِصْدَاقِ آلِهِ: وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبْنَيْهِ اتَّخِذْ

أَصْنَامًا إِلَهَةً اور جب کہ کہا ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ سے کیا تو نے

ٹھہرایا ہے بتوں کو معبود (پ ۷ انعام ع ۹)

قَالُوا يَا أَبَتِ هَذَا بَأْسًا إِلَهْتَنَّا يَا إِبْرَاهِيمَ

کہا (قوم نے) کیا تو نے کیا ہے یہ (کام) ہمارے معبودوں یعنی

(بتوں) کے ساتھ اے ابراہیم (علیہ السلام) (پ ۷ الانبیاء ع ۵)

إِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا

اور کہا (ابراہیم نے) سوائے اسکے نہیں کہ پکڑا ہے تم نے سوائے خدا

کے بتوں کو۔ (پہلی عنکبوت ع ۳)

تَعْبُدُ وَيُطِيعُ أَصْنَامَ وَ اَوْثَانٍ : اَفِیْ لَکُمْ وَلِیْمًا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ  
تف ہے تم کو اور اس چیز کو (یعنی تمہارے اس کام کو) کہ تم سوائے

اللہ کے عبادت کرتے ہو۔ (پہلی الانبیاء ع ۵)

اَوْثَانًا

اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

سوائے اسکے نہیں کہ عبادت کرتے ہو سوائے اللہ کے بتوں کو

(پ ۲۰ عنکبوت ع ۲)

قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَخْتَرُوْنَ وَاللّٰهُ خَلَقَکُمْ

کہا کیا عبادت کرتے ہو اس چیز کو کہ آپ ہی تراشتے ہو اور اللہ نے

پیدا کیا تم کو۔ (پ ۲۳ الصافات ع ۳)

مَوْتَ پِرْسْتی : اِذْ قَالَ لِاٰیِیْهِ وَقَوْمِیْ مَا هٰذِهِ التَّمٰثِیْلُ الَّتِیْ اَنْتُمْ لَهَا  
عَاكِفُوْنَ۔

جب کہا اس نے اپنے باپ اور قوم سے کیا ہیں یہ صورتیں کہ تم ان

کے لئے اعتکاف کرتے ہو۔ (پہلی الانبیاء ع ۵)

وَجِدْ تَعْبُدْ بِاَعْتِبَارِ نَفْعٍ وَضَرَرٍ : قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُکُمْ شَیْئًا  
وَ لَا یَضُرُّکُمْ

کیا پس عبادت کرتے ہو تم سوائے اللہ کے اس چیز کو کہ نہ نفع دے

تم کو کچھ اور نہ ضرر دے تم کو۔ (پہلی الانبیاء ع ۵)

وَجِدْ تَعْبُدْ عَادَتِ رَسْمِ اَبَائِیْ : وَنَذَرَ مَا کَانَ یَعْبُدُ اَبَاؤُنَا

کہا (قوم نے) اور چھوڑ دیں ہم جو کچھ تھے عبادت کرتے ہمارے باپ

(دادے) (پ ۸ الاعراف ع ۹)

قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ

کہا انہوں نے پایا ہم نے اپنے باپوں کو انکے عبادت کرنے والے یعنی

(بتوں کو) (پ ۷ الانبیاء ع ۵)

ذَرِيعًا مَّا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ

نہیں پرستش کرتے ہم انکی (یعنی بتوں کی) مگر اس لئے کہ ہمیں

مقرب بنادیں اللہ کے پاس۔ (پ ۲۳ زمر ع ۱)

وَجَعَلْنَا شَفَاعَةً لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا وَتُخْرِجَهُمْ مِنْهَا

یہ سب ہمارے شفیع ہیں (یعنی سفارشی) (پ ۱۱ یونس ع ۲)

وَعَمَّتْ نَفْسُ سَامُوتَ بْنَ لَاحٍ وَقَالَ اللَّهُ لَا تَتَّخِذُوا آلَ إِبْرَاهِيمَ أَهْلًا

اور کہا اللہ نے نہ ٹھہراؤ دو معبود۔ (پ ۱۱ النحل ع ۷)

وَعَمَّتْ نَفْسُ جَعَلِ الْإِلَهِ: وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ

مت گرداناو اللہ کیساتھ۔ دوسرا کوئی معبود (پ ۱۲ الذاریات ع ۳)

وَعَمَّتْ نَفْسُ تَعْبُدُ غَيْرَ اللَّهِ إِلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ

یہ کہ نہ پرستش کرو سوائے اللہ کے (کسی کی) (پ ۲۴ حم السجدہ ع ۲)

وَعَمَّتْ نَفْسُ يَهُوذاَ بْنِ يَدَعِي قَالَ لَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

يَسْتَكْبِرُونَ - وَيَقُولُونَ إِنَّا لَتَارِكُوا آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَجْنُونٍ

اور وہ جبکہ کہا جاتا اکو لا الہ الا اللہ (کہنے کیلئے) مغرور ہو جاتے

یعنی انکار کرتے اور کہتے کیا ہم چھوڑ دینے والے ہیں اپنے معبودوں کو ایک شاعر دیوانہ کیلئے (پ ۲۳ صفات ۲۷)

إِلَهُ الْوَاحِدِ وَالْهَكَمِ إِلَهُ وَاحِدٌ

پس تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ (پ ۲ بقرہ ۱۹۷)

اس سے کیا معلوم ہوا یہ کہ لوگوں نے غیر اللہ یعنی خلق کو الہ و قابل پرستش ٹھہرایا تھا۔ اور انکی پرستش کرتے تھے۔ اسی طرح رب بھی غیر اللہ کو ٹھہرایا تھا۔

### اتخاذ باعتبار ربوبیت و افعال

اتخاذ رب وكثرة وتعدد ارباب: اتَّخَذَ وَأَخْبَارَهُمْ وَرَهْبَانِهِمْ أَرْبَابًا  
مِنْ دُونِ اللَّهِ

ٹھہرایا انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو رب اللہ کو چھوڑ کر۔

(پ ۱۰ التوبہ ۷۵)

دعوت نفی تعبد غیر اللہ باعتبار ربوبیت: وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا  
إِلَٰهًا أَوْ كَرِهًا حَرَّمَ رَبُّكَ أَنْ يَبْعُثَ إِلَيْكَ رَسُولًا وَلَا يُقَالُ لِلرَّسُولِ الْإِلَٰهَ إِلَّا لِلَّهِ

(پ ۱۵ بنی اسرائیل ۳۷)

اللہ میں معبودیت و ربوبیت کا حصر: إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَأَعْبُدُوهُ  
هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ

بیشک اللہ میرا اور تمہارا رب ہے سو تم اسکی عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔ (پ ۳ آل عمران ع ۵)۔

## دعوت نفی تعبد غیر اللہ و شرک و اتخا ذرب

مسئلہ تمام انبیاء کا متفقہ ہے: قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ

کہہ دیجئے اے محمد ﷺ۔ اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو مسلم ہو ہم اور تم میں۔ وہ یہ کہ نہ ہم سوائے اللہ کے کسی کی عبادت کریں اور نہ کسی کو اسکا شریک ٹھہرائیں اور نہ ہم میں سے کوئی کسی کو خدا کے سوا رب یعنی پروردگار بنائے۔ (پ ۳ آل عمران ع ۶)

تَعْبُدُ لَهُ بِهِ اعْتَبَارُ صِفَاتِ كَامِلِهِ: أَجْعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ إِلَهَةً يُعْبَدُونَ  
کیا ٹھہرائے ہم نے سوائے رحمن کے کئی معبود جو پرستش کئے جائیں۔ (پ ۲۵ الزخرف ع ۴)

تَعْبُدُ لَهُ بِهِ اعْتَبَارُ ذَاتِ وَانِيَّتِ وَأَنَا: وَأَنْ اَعْبُدُوا نِيَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ

میری ہی عبادت کرو یہ سیدھا راستہ ہے۔ (پ ۲۳ یسین ع ۴)

أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ

یہ کہ نہیں کوئی معبود مگر میں۔ پس میری ہی عبادت کرو۔ (پ ۷ الانبیاء ع ۲)

## اعتبار الوہیت مجمل

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ. لَهُ  
مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ هُوَ  
الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ.

پاکی بیان کرتا ہے واسطے اللہ کے جو کچھ بیچ آسمانوں کے ہے اور زمین  
کے اور وہ ہے غالب حکمت والا واسطے اسکے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی  
زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے۔ اور وہ ہے (سب سے)  
پہلے اور (سب سے) پیچھے اور (سب سے) ظاہر اور (سب سے) چھپا ہوا اور وہ  
سب کچھ (شے کو) جانتا ہے۔ (پ ۲۷ الحدید ع ۱) ان آیات میں اعتبارات  
الوہیت مجمل ہیں یہ کہ آثار کا اعتبار مالک سموات والارض میں، فعل کا قدیر میں،  
صفت کا محی و ممیت و علیم میں، ذات کا ہویت اول آخر۔ ظاہر باطن میں۔

یعنی مالک خلق قدیر خلق محی و ممیت خلق علیم خلق صاحب  
ہویت ہے۔

اسم فعل صفات صفات ذات

اور خلق کی تسبیح سے ظہور و نمود خلق کا اثبات واقعیت کے ساتھ

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ

اتخاذ الہ اور بت وغیرہ کذب و افتراء ہے: هٰؤُلَاءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ  
لَوْلَا یَاتُونَ عَلَیْهِمْ بِسُلْطٰنٍ بَیِّنٍ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰ عَلٰی اللّٰهِ

كَذِبًا. وَإِذَا عَزَلْتَهُمْ مِنْهُمَا وَمَا يَعْبدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأَنذِرْهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ. (پ ۵۱ کتب ۲)

یہ ہماری قوم ہے ٹھہرائے انہوں نے اللہ کے سوائے اور معبود کیوں نہیں لاتے ان پر کوئی سند کھلی پھر اس سے برا گنہگار کون، جس نے باندھا اللہ پر جھوٹ۔ اور جب تم نے کنارہ کر لیا ان سے اور جگہ وہ پوجتے ہیں اللہ کے سوائے تو اب جا بیٹھو اس کہوہ میں، پھیلا دے رب تمہارا کچھ اپنی رحمت سے اور بنا دیوے تمہارے واسطے تمہارے کام میں آرام۔

اس سے کیا معلوم ہوا؟ یہ کہ لوگوں نے غیر اللہ کو الہ و قابل پرستش ٹھہرایا تھا (اور اب بھی) اور اسی پر عمل پیرا تھے، حالانکہ وہ الہ و افعیٰ (قابل پرستش) تھے نہ رب۔ یہ صرف لوگوں کا افترا اور کذب تھا۔

دعوت انبیائے سابق باعتبار تسلیم الوہیت و تعبد { وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ }.

اور تجھ سے پیشتر ہم نے ایسا کوئی رسول نہیں بھیجا کہ جس کی طرف یہ وحی نہ کی ہو کہ نہیں کوئی معبود مگر میں۔ پس میری ہی عبادت کرو۔ (پ ۷۱ الانبیاء ۲)

دعوت نوح باعتبار تعبد و پرستش و نفی الوہیت غیر اللہ { لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ فَقَالَ يَتَّقُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ }۔ ہم نے نوح کو اسکی قوم کی طرف بھیجا پس اس نے کہا اے قوم اللہ کی عبادت کرو اسکے سوائے تمہارا کوئی معبود نہیں (کیونکہ وہ غیر اللہ کی پرستش کرتے تھے ورنہ اللہ کی دعوت عبادت کیا

(بات) (پ ۸ الاعراف ع ۸)

رَعَوْتَ اِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ الْعُبْدُ لِلّٰهِ وَاتَّقُوْهُ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ  
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ . اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَتَخْلُقُوْنَ اِفْكَارًا . اِنَّ  
لِلَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ  
اعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ . اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ .

اور بحججاہم نے ابراہیم کو جس وقت کہا اس نے اپنی قوم سے کہ  
عبادت کرو اللہ کی اور ڈرو اس سے یہ بہتر ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم جانتے  
ہوئے اسکے نہیں عبادت کرتے ہو سوائے اللہ کے بتوں کو اور بنالیئے ہو جھوٹ  
تحقیق جنکو عبادت کرتے ہو تم سوائے خدا کے نہیں مالک واسطے تمہارے رزق  
کے پس ڈھونڈو نزدیک خدا کے رزق اور عبادت کرو اسکی اور شکر کرو اسکا طرف  
سکے پھیرے جاؤ گے۔ (پ ۲۰ العنکبوت ن ۱)

الابہ معنی اللہ رگ وید میں لیتا اور قرآن جسکو جناب سندر لال

ماہب نے لکھا ہے۔ اس میں لکھتے ہیں:

”قرآن میں ایشور کا سب سے بڑا نام الابہ رگ وید میں ایشور کے  
مبوں میں سے ایک نام ”الا“ ہے جو سنسکرت میں ال دھاتو سے نکلا ہے جس کے  
نی استوتی کرنا یا پوجا کرنا ہے۔ رگ وید کا ایک پورا ”سوکت“ الا کے نام پر ہے  
ن سے کم سے کم چھ ہزار برس پہلے کی سمیری تہذیب اور وہاں کی بولی میں بھی  
”اکو“ ”ایل“ کہتے تھے۔ اسی ہی پرانے شہر بابل (باب ایل اللہ کا دروازہ) کا نام پڑا۔  
دویوں کی تورات پارسیوں کی ژندوستان میں بھی یہ نام جگہ جگہ ملتا ہے۔ حضرت



عیسیٰ جب سولی پر چڑھائے گئے تو کہا جاتا ہے کہ ان کے منہ سے ”الوہی الوہی“  
(اے میرے ایشور، اے میرے ایشور) کے شبدہ (لفظ) نکلے تھے۔“ (گیتا اور  
قرآن میں صفحہ ۱۰۹)

اس کا یہ مطلب ہوا کہ اللہ اور الٰہ ایک ہی معنی کے الفاظ ہیں جو رسم  
الخط کی وجہ سے املا میں ایک ہلکا سا امتیاز رکھتے ہیں۔ معنٰیٰ مغایر نہیں۔ اس اعتبار  
سے بحوالہ رگ وید اللہ کا اللہ ہونا معلوم ہوا۔ اسی طرح توراۃ اور ژند دوتا  
(پارسیوں کی کتاب) اور حضرت عیسیٰ سے بھی اس مفہوم کا پایا جانا وید سے بھی  
ثابت ہے۔ اس سے یہ مطلب نکلا اور ہے بھی یہی بات کہ ہر زمانہ میں اس  
دعوتِ الوہیت کیلئے پیغمبروں کو مبعوث کیا گیا تھا۔

مشرک کس بات کے منکر تھے؟ کافر و مشرک دو اللہ نہیں کہتے تھے۔

شُرک و کفر۔ جو غیر مسلم اور بت پرست کیا کرتے ہیں وہ یہ نہیں کہ اللہ کو ایک  
نہیں کہتے یا وہ اللہ کو خالق یا رب نہیں کہتے۔ یہ نہیں، قطعاً وہ اللہ کو خالق و  
رب کہتے ہیں، شرک ان کا یہ ہے کہ واللہ کی پرستش اور اللہ کے اعتبار کو خدا کے  
ساتھ مانتے ہوئے دوسروں کو بھی جو کہ غیر اللہ ہیں یعنی خلق اور اقسامِ خلق ہیں  
جن کا کہ ذکر کیا گیا ”اللہ و معبود اور رب مانتے اور ان کی پرستش کرتے ہیں اور وجہ  
پرستش جو کہ وہ سمجھتے ہیں، ان کی غلط فہمیوں کو قرآن نے بتایا ہے جیسا کہ گذرا۔  
لہذا اس خصوصِ فہم کو پیش نظر رکھ کر کلمہ کی خصوصیت کو جاننا اور معلوم کرنا  
چاہیئے اور انکی وجہ پرستش کو تسلیم و تعبد جو کہ ان کا حاجت روا اور رب سمجھنا ہے  
پیش نظر رکھنا اور اسی اہم اعتبار کو جو کہ دعوتِ کلمہ کا مقصود ہے، علم و نظر قلب و

روح میں بٹھانا چاہیئے۔

### دعوت سیدنا الانبیاء

تَبْلِغْ اِنْذَارَ تَذْكِيرِ اِلٰهِ وَاحِدَ جَانَنِ كِي: هَذَا بَلَّغٌ لِلنَّاسِ وَلِيُنْذِرُوْهُ وَلِيَعْلَمُوْا  
اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرُ اَوْ لُو الْاَلْبَابَ

یہ خبر پہونچا دینی ہے لوگوں کو اور تاکہ چونک جائیں اس سے اور تاکہ جان لیں کہ معبود وہی ایک ہے اور تاکہ سوچ لیں عقل والے (پ ۱۱۳ ابراہیم ع ۷)

فَاِلٰهَكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَا اَسْلُمُوْا۔ پس تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے  
پس اسی کے لئے مطیع ہو یعنی (اسلام لاؤ) (پ ۷۱ الحج ع ۴)

اِنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ سوائے اسکے نہیں کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود  
ہے۔ (پ ۷۱ الانبیاء ع ۷)

ترک تثلیث و دعوت اللہ الہ واحد | وَلَا تَقُولُوْا ثَلٰثَةٌ اِنْتَهَوْا خَيْرًا لَّكُمْ اَنَّمَا  
اِلٰهٌ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ اور نہ کہو کہ خدا تین ہیں۔ اس بات کو چھوڑو بہتر ہوگا تمہارے  
واسطے بے شک اللہ معبود ہے اکیلا (پ ۶ نساء ع ۲۳)

### قوم کی ضلالت

مفروضہ معبودوں (الہ) کو چھوڑنے میں پس پیش | اِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا  
قِيْلَ لَهُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ وَيَقُولُوْنَ ءَا اِئْنَا لَنَارِكُوْا لِهٰتٰنَا  
لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ۔ وہ تھے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے لا الہ الا اللہ تو اکڑ جاتے  
یعنی غرور کرتے اور کہتے کیا ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں گے۔ شاعر دیوانہ کی بات  
(پ ۲۳ والصفۃ ع ۱)

قَالُوا أَجِئْنَا لِنُعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا۔

کہا انہوں نے کہ کیا آیا ہے تو ہمارے پاس اس واسطے کہ عبادت کریں ہم اللہ اکیلے کی اور چھوڑ دیں ہم جو کچھ کہ ہمارے باپ (دادا) عبادت کرتے تھے۔  
(پ ۸ الاعراف ۹۷)

أَتَنُهْنَا أَنْ نَعْبُدَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا

کیا تم ہم کو منع کرتا ہے پرستش کرنے سے انکی جن کی پرستش کرتے رہے ہمارے باپ دادا۔ (پ ۱۲ ہود ۶۷)

اور یہی تسلیم و تعبد غیر اللہ باعتبار الہ و ربّ و غیرہ یعنی غیر اللہ کو الہ ماننا اور اسکی پرستش و تعبد کرنا شرک ہے اسی اعتبار سے امر عبادت و ترک شرک قطعاً و اعبدوا اللہ و لا تشركوا به شیئاً۔

## شرک

إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ بیشک شرک بڑا ظلم ہے۔

تعریف ظلم وَضْعُ الشَّيْءِ عَلَى غَيْرِ مَجْلِهِ۔ یعنی کسی شے کو بے محل رکھنا۔ چونکہ شرک واقعۃً کذب ہے اور غیر واقعی لہذا اسکو ظلم عظیم کہا گیا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ حقیقتاً شرک ہو ہی نہیں سکتا۔

شرک کے بھی وہی چار اعتبار ہیں۔ یعنی الوہیت کے لہذا ان چاروں اعتبار میں تسلیم شرک نہ کرنا اور عملاً ادائے تعبد نہ کرنا تو حید ہے یعنی کسی غیر اللہ کو حصہ دار نہ سمجھنا۔

یہ کے ذات (یعنی ہستی) میں کوئی شے خود بخود قیوم یا قائم بالذات یا

موجود حقیقی نہیں۔

صفات میں یہ کہ کوئی اپنی ذات سے آپ صفات کاملہ یعنی حیات، علم،

ارادہ، قدرت، سماعت، بصارت، کلام وغیرہ نہیں رکھتا۔

افعال میں یہ کہ کوئی اپنی ذات سے آپ کوئی فعل بغیر قوت الہیہ ملے

کے نہیں کر سکتا۔

آثار میں یہ کہ کوئی شے نمود و ظہور اپنی ذات سے آپ نہیں رکھتی نہ

کوئی تاثیر نہ کوئی کمال نہ حاجت روائی کر سکتی۔ شعبہ عملی، اسی طرح اعضاء و جوارح سے

تحت تعلیم و احکام الہیہ عمل پیرا ہونا شعبہ عملی ہے۔ اور یہی ہے امر الہی۔

## تفصیل شرک عملی، مسلم عوام

س: کیا تعزیر، حکم، شدت، پنچے پرستی، بت پرستی نہیں؟ کیا سجدہ؟

طواف قبور اولیاء وغیرہ واستمداد، عرضی گذارنا وغیرہ شرک نہیں؟ کیا چڑھاوے

اس پر چڑھانا، بچوں کے سروں میں چوٹیاں چھوڑوا کر قبروں کے پاس اتروانا قربانی نہیں؟

جواب: قطعاً مشابہ بت پرستی ہے، شرک عملی بھی

سوال: کیا اس پر عمل کرنے والا خارج از اسلام نہیں ہو جاتا؟

جواب: اس قسم کے شرک عملی سے خارج از اسلام نہیں ہوتا۔

سوال: کس لئے؟

جواب: اس لئے کہ وہ اللہ کو اللہ (معبود) اور محمد (رسول اللہ) کو رسول مانتا ہے

اور اسکے عقیدہ میں یہ دعوتی کلمہ کسی نہ کسی طرح داخل ہے اور ہمیشہ اسکے دل میں

باعتبار تسلیم مجمل رہتا ہے۔ اسی لئے اس کا یہ عقیدہ نہیں اور وہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہے اور وہ بت پرستی نہیں کرتا نہ خود کو ہندو سمجھتا ہے نہ مورتوں کو ماننا اور پھر ایسا کرنے والا بھی بالکل عامی محض ہوتا ہے باوجود اسکے اسکو دین کی چیز نہیں جانتا، یوں ہی رسمی طور پر کرتا ہے، اسکے خیال میں ان چیزوں سے صرف تعظیم ہے اور بڑائی بزرگ تسلیم کر کے خدا یا شریک خدا سمجھکر نہیں۔ لہذا اسکے افعال مشرکین کے افعال کے طور پر بت پرستانہ نہیں، عقائد دینیہ نہیں، اس اعتبار سے وہ گناہ کبیرہ میں جو مماثل شرک ہے، مبتلا ہے۔ خارج دین اسلام نہیں۔ توبہ یا اور دوسری نیکیاں اور اعمال خیر یا شفاعت شفیع المذنبین سے نجات پائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

س : تو پھر غیر مسلم کو بھی اس طرح کیوں نہ سمجھا جائے؟  
ج : غیر مسلم، اسکے مشابہ نہیں، مماثل نہیں۔ اس لئے کہ غیر مسلم اول تو کسی نبی یا رسول کے ذریعہ اللہ اور اللہ کا تسلیم کرنے والا نہیں، دوسرے اللہ یا اللہ اور استحقاق معبودیت وغیرہ کا کوئی امتیاز نہیں جانتا۔ جسکے جو جی میں آیا پرستش خلق کرتا ہے۔

س : نہیں صاحب یہ تو عوام غیر مسلم کی بات ہے۔ اہل علم اور شاستری پنڈت وغیرہ کی نہیں؟

ج : اصل بات یہ ہے کہ آپ نے غور نہیں کیا، دیکھئے اول تو انکے پاس کوئی کتاب آسمانی ہونے کی مدعی نہیں۔ رہے وید وغیرہ، ان کا حال یہ ہے کہ وہ سند آجوں کے توں ہاتھ نہیں آتے بایں ہمہ بڑے بڑے پنڈت اسکے علم تک

رسائی نہیں پاتے اور پھر ان کا حال ہزاروں برس سے ایسا ہی ہے۔ اسی لئے ان میں سے بھی رگ وید وغیرہ سے ماخوذ کچھ نکلی ہوئی کتابیں ہیں تو وہ بھی کئی ہیں۔ البتہ کسی قدر بہتر سمجھی جانے والی گیتا ہے، تو وہ مہابھارت کا ایک جزو ہے، جو کرشن جی کی کہی ہوئی سمجھی جاتی ہے۔ یہ بھی 'روایت درایت کے معیار پر پوری نہیں اتر سکتی باوجود اسکے اسکا یہ حال ہے کہ ویدوں کو پھیلی یا چیتاں بتاتی ہے۔ رہے عبادت و دین کے اعتبارات تو اس میں بھی متضاد بیان، کبھی معبودانِ باطل کی عبادت کو جائز بتاتی ہے، کبھی ناجائز، چنانچہ اسکا اقتباس ہم نے گیتا اور قرآن کے عنوان میں دیا ہے۔ ان تمام اعتبارات پر نظر ڈالی جائے تو مسلم عوام اور غیر مسلم میں وہی فرق ہے، جو اسلام اور غیر اسلام کا ہے، جس کو کفر و دین کہتے ہیں۔ خواص مسلم کا تو کیا کہنا۔

**انتباہ** | علمائے کرام اس امتیاز کو جو ہم نے بیان کیا ہے پیش نظر رکھ کر نصیحت فرما ہوں اور غیر مسلم اہل علم بھی اس کو نظر انداز نہ فرمائیں۔ دین اور آخرت سے نفس کے تحت دور رہنا کس حد تک درست ہے؟ عامی مسلم اس کے پاس بھی شدہ پرستی وغیرہ نہ داخل مذہب ہے نہ داخل دین، نہ دوام عمل، نہ مصداق معبودیت و ربوبیت عملی امتیاز یہ ہے کہ بت پرست یا غیر مسلم کے پاس بت پرستی داخل مذہب و عقیدہ ہے اور اس پر عمل دوام رکھنا عبادتِ بدنی ہے اور مسلم عامی جاہل کے پاس ایسا نہیں، مثلاً تعزیر، علم، پنجہ، شدہ پرستی وغیرہ محرم میں جھنڈا پرستی ربیع الآخر وغیرہ میں قبر پرستی گا ہے ماہ یا سالانہ یا کئی سال کے بعد بوقت زیارت، عامی مسلم خود کو دیندار سمجھتا ہے اور داخل دین و مذہب اسلام اور یہ

عقیدہ دوام رکھتا ہے۔ البتہ ادائے پنجگانہ نماز و دیگر اوامر و نواہی کی طرف لا پرواہی اور غافل، عدم ادائی اعمال خیر، معصیت ہے، اور فسق عملی۔ الغرض دین اسلام کے برکات حاوی ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس قسم کے اعمال و عقائد میں عامی مسلم کو پڑے رہنا یا پڑے رہنے دینا چاہیے، نعوذ باللہ۔ صرف اعتبارات دین کو واقعی طور پر جس سے جا مل و عامی مسلم عاری ہے۔ اس کا بھی کمال دکھانا مقصود ہے تاکہ بات جوں کی توں ہو جائے۔ ذرہ ذرہ اعتبار بھی اسکا اعلیٰ سے اعلیٰ ہے۔ اب ہمیں وقعت تسلیم الہ معلوم ہوئی ورنہ اسکو نظر انداز ہی کر گئے تھے اتنا باریک امتیاز کہا تھا؟

### امر تعبد الہ واحد

وَمَا أَمْرُو إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ وَاحِدًا۔

اور ہمیں حکم کئے گئے مگر یہ کہ پرستش کریں ایک ہی معبود کی۔ (پ ۱۰)

(التوبہ ۵)

عبادت، لغت پرستش، بندگی تعریفاً دو معنی ہیں، ایک علمی، ایمانی، اعتقادی، دوسرا عملی، بہ اعتبار اعضاء و جوارح۔ علمی ایمانی، قلب سے یقین کرنا تصدیق کرنا، سچ جاننا اور ماننا۔ عملی، اعضاء و جوارح سے تعمیل احکام، جو اعمال صالحہ کہلاتے ہیں۔ عبد، لغت بندہ، تعریفاً اپنی موجودیت میں محتاج عاجزی بے سامانی، فقر، مسکنت رکھنے والا اور اپنے خالق کا ہر آن محتاج۔

## تعبد

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ

اقسام عبادت عملی: نماز روزہ زکوٰۃ حج

یہ جز بھی خصوصی، مشروطی، مہینہ احکام کے تحت بہ تسلیم و نیت قلب و اعضاء و جوارح سے ادا کرنا، جسکی تفصیل کتب فقہ و غیرہ میں مندرج ہے۔ اسکے دو اعتبار ہیں۔ ایک ایّاک نعبد دوسرے ایّاک نستعین۔ حسب تفصیل ذیل شرک عملی ہے۔

تعبد و تعظیم: اس میں بھی فرق و تمیز کی ضرورت ہے، یعنی تعبد کی غلط فہمی سے تعظیم کی نفی نہ ہو جائے جو کہ گستاخی و بے ادبی ہے، جسکو دہریت، نیچر پن، وہابیت کہتے ہیں۔ اسی طرح تعظیم کی غلط فہمی اور افراط سے، پرستش و تعبد مقبولین و غیرہ کا احتمال ہے، جس سے احتراز لازم

اعتبارات تعبد: باعتبار عبادت مثلاً سجدہ، طواف، دعا، نذر۔ قربانی وغیرہ یہ کسی مقبول و اولیاء اللہ کا حق نہیں۔

تعبد باعتبار استعانت: کسی ولی اللہ یا نبی اللہ کو مقتدر بالذات حاجت روائی مقصد برار سمجھنا اور اسی اعتبار سے نذر و منت ٹھہرانا جسکی تفصیل محققین نے کی ہے (زیر تصنیف یا آئندہ کسی موقع پر میں بیان کی جائیگی)



## تعظیم

تعبد کے اعتبارات گذرے، 'تعظیم' بزرگی، بڑائی، باعتبار دنیاوی و باعتبار دین، اہل دین میں انبیاء اللہ، اولیاء اللہ کیلئے باعتبار تفصیل مراتب ایک دوسرے کے من اللہ واجب اور ضروری ہے اس سے اپرواہی موجب۔ عتاب الہی سزائے جہا اعمال و مساوت قلبی۔

اور اسی طرح تعب و تعظیم کے اعتبارات میں تاویل غلط سے بعض اہل علم ظاہری بھی بدعت علمی و عملی کر جاتے ہیں۔

س : بدعت کیا ہے؟

ج : بدعت کے معنی شرعاً اختراع فی الدین کے ہیں۔ یعنی دین میں بالکل نئی بات تراشنا، یعنی جس کی اصل دین میں نہ ہو، اس کو داخل عقیدہ کرنا یا داخل عمل لغویہ کہ ہر نئی بات یا کام بدعت ہے۔ اور بدعت شرعی اس کی بھی دو قسم ہیں۔

ایک سنہیہ ہے جس کے کرنے سے گناہ واقع ہوتا ہو۔ مثلاً شدے۔ بچے جھنڈے وغیرہ دوسری وہ جس کے کرنے سے گناہ نہ ہو، کرنے میں ثواب ہو نہ کرنے میں عذاب نہ ہو اس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں یعنی اچھی بدعت اور شرع میں امور خیر کے جاری کرنے کو بھی سنت کہتے ہیں۔ جیسے من سنن فی الاسلام سنۃ چنانچہ ہر وہ امور خیر جو ترویج گئے ہیں وہ اسی تعریف میں آتے ہیں۔ یہی بدعت لغوی اس کے لحاظ سے تو ساری دنیا ہی بدعت ہے۔ کیونکہ تخلیق کے اعتبار سے ہر وقت (اور ہر آن) پوری دنیا بدلتی اور نئی بنتی جا رہی ہے۔ اب یہی بدعت

شرعیہ وہ تو یہی ہے کہ اصل دین میں کوئی نئی بات یا نیا کام تراشا ہی نہ جائے جیسا کہ کہا گیا، اور اس کے بھی دو اعتبار ہیں۔ بدعت فی العلم و عقائد، بدعت فی الاعمال۔

بدعت باعتبار علم و عقائد وہ یہ ہے کہ اصل دین میں ایسے عقائد بنانا جس کی اصل دین میں نہ ہو، محض اپنے ذہن سے کسی مفہوم کتاب و سنت کو توڑ مروڑ یا تاویل کر کے یا اپنے طبعی رجحانات و میلان کے اعتبار سے وضع کرنا اس سے فرقہ بندی ہوتی ہے اور ہوئی بھی جنگ بھڑتا و ملت اسی کی وجہ سے ہے اور اسی کی کارستانی، دوسری بدعت فی الاعمال، اس میں بدعت سنہ کے مرتکب اکثر عوام اور جاہل ہوتے ہیں۔ وہ تو عوام ہی ہیں۔ ان کی اصلاح کرنی ضروری ہے۔ رہی بدعت حسنہ فی الاعمال یہ اہل علم اور صالحین کے پاس ممنوع نہیں اس لئے کتاب اور سنت سے اس کا امتناع نہیں۔

### کل بدعت ضلالتہ

اس سے لوگ بلا امتیاز ہر نیک بات کو بھی ضلالتہ میں شامل کر لیتے ہیں ان کو سمجھنا چاہئے ورنہ ان ہی پر اس کی رجعت ہوگی جس کا وہ الزام دھرتے ہیں یہاں یہ یاد رہے کہ بدعت حسنہ سے صحابہ سے لے کر تابعین و کوئی نہ بچ۔ کاندھ بچ سکتا ہے۔ کیسے بچ سکتا جب کہ وہ امر خیر سے ہے؟

اصل بات یہ ہے کہ اپنے اپنے طبائع کے اعتبار سے علماء نے اس آڑ میں بدعتیں گھڑ لی ہیں شرع میں اس کی کچھ اصل نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ تفصیلاً اور مدلل آئندہ کسی موقع پر قریب میں، تحت اشاعت آئیں گی۔

توضیح ضروری : بعض حضرات تعبد و تعظیم، بدعتِ سیئہ و حسہ میں فرق و امتیاز کی نا فہمی سے اہل اللہ سے سوءِ اعتقاد ہو جاتے ہیں اور ان سے بے رغبت رہتے ہیں اس کو اسی تحت کے عنوان سے دیکھئے

### ضرر سوءِ اعتقاد از اولیاء اللہ

أَنْتَ مَوْلَى الْقَوْمِ مَنْ لَا يَشْتَهِي قَدَرُوهُ كَلَالِثُنْ لَمْ يَنْتَه

من لا یشتہی مبتدا ہے قدروی خبر کلالثن لم ینتہ اشارہ ہے طرفِ آیہ قرآنی کے بطور علت کے حکم سابق کیلئے کلا بمعنی حقاً معنی یہ ہیں کہ آپ مددگار اور خیر خواہ ہیں لوگوں کے جو آپ کی طرف رغبت نہیں کرتا وہ ہلاک ہو جاوے گا جیسا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر ابو جہل مخالفت رسول مقبول ﷺ سے باز نہ آوے گا ہم سب اس کے بال پکڑ کر جہنم کی طرف گھسیٹیں گے۔

ف۔ رغبت نہ کرنا اگر بطورِ عداوت کے ہے تب تو ہلاکتِ مہم ہے کہ کسی و بال میں مبتلا ہو گا کیونکہ اولیاء اللہ سے بغض کرنا موجبِ خسران ہے جیسا کہ حدیث میں ہے مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ اور اگر اس طرح ہے کہ عقیدت و محبت نہیں ہے تو ہلاکت کے یہ معنی ہیں کہ ان کے فیوض و برکات سے محروم رہے گا کیوں کہ ان حضرات کے برکات کا حاصل ہونا عقیدت پر موقوف ہے۔

(الکشف التصوف مصنفہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ)

ہے لیکن نفی مابین ذواتِ غیر و خلق نہیں (اس کی تفصیل آئندہ ہوگی)

چنانچہ اسی اعتبار سے رسول جہاں، نبی خاتم کو حکم ہوتا ہے قُلْ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْ دِينِي فَلَا أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ

اللَّهِ (الخ) کہہ دیجئے لوگو اگر تم شک میں ہو میرے دین سے پس میں نہیں

عبادت کرنے والا اس کی جس کو تم پوجتے ہو غیر اللہ سے (پ ۱۱ یونس غ)

جو لوگ صرف دعوتِ نفی غیریتِ الہیہ سمجھتے ہیں جیسے صاحب کلمہ

الحق (مولوی عبد الرحمن صاحب لکھنوی) قرآنی نقطہ نظر سے کہیں اس کا ثبوت

نہیں۔ ان کو اپنے نظریہ کے غلبہ نے اس سوء فہمی میں مبتلا کیا اور خصوصاً آجکل

الاہیۃ کی آیت جو کہ ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کی غلط فہمی کا جملہ تھا اور وہ

استعجاب کا کلمہ ہے چکر میں ڈال دیا کہ وہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سے یہ سمجھ رہے ہیں کہ

محمد رسول ﷺ نفی غیریتِ الہیہ کی دعوت دے رہے ہیں یعنی انہوں نے یہ معنی

لیا کہ نہیں کوئی الہ غیر اللہ کا جیسا کہ انہوں نے کہا کہ کیا ٹھہراتا ہے کئی معبودوں

کو ایک ہی معبود؟ بیشک یہ زیادہ تعجب کی چیز (بات) ہے یعنی کئی معبودوں کو ایک

ہی معبود ٹھہراتا، ظاہر ہے کہ سارے قرآن میں اس کا کہیں بھی ذکر نہیں۔ نہ

کوئی الہ یا معبود اللہ کا غیر نہیں، عین ہے کا بیان۔

عین اللہ کو دعوتِ عبادت کیسی؟ واضح ہو کہ اس کا فہم اگر یہ ہو کہ کوئی

معبود غیر ہے ہی نہیں، عین اللہ ہی ہے فقط تو عین اللہ کو دعوتِ عبادت، اِعْبُدْ

وَاللَّهِ (اللہ ہی کی پرستش کرو) کیسی؟ کیوں کہ دعوتِ عبادت میں غیریت لازمی

بحث نفی دعوتِ غیریتِ الہیہ و معبودانِ باطل کا غلط دعویٰ اور غلط فہمی

بعضوں کا دعویٰ یہ ہے کہ کافر و مشرک اللہ تعالیٰ کے غیر کو وجوداً موجود تسلیم کرتے تھے اس لئے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سے دعوتِ نفی ذاتِ غیر کی گئی اور اس کو علمائے سابق اور بعض بزرگوں نے بھی نہیں سمجھا۔ بجز چند صوفیہ کے جیسا کہ مصنف کلمۃ الحق نے لکھا ہے۔ اگرچہ ان کے ایک مرید صاحب نے جو ان کے عربی رسالہ مذکورہ کے فارسی میں شارح و مترجم ہیں دبی زبان سے لکھا ہے کہ غیریت کا اعتبار وہی تو ہے مگر چونکہ صفتِ الہی کے اعتبار سے خلق کے اعتبارات بھی مستحکم ہیں عین ایمان ہیں لیکن اس کا کوئی ثبوت اور اس کے احکام و آثار کو کچھ نہ بتایا۔ ایسے خیال والوں کو یہ معلوم نہیں کہ غیر مسلمانوں کافروں، مشرکوں میں بھی ایسے لوگ ہیں جو کہ ذاتِ غیر کو کسی طرح موجود سمجھتے ہی نہیں جیسے ادویت یعنی ناقص ہمہ اوستی اور ایسا ہی غیر محقق مسلمانوں میں بھی بہت سے مشائخ و درویش نماہمہ اوستی ہیں جو اپنے اس ناقص التحقیق اعتبار میں اڑے ہوئے بھی ہیں اللہم حفظنا اذویت یہ ہندو مذہب میں ہوتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ سب کچھ خدا ہی ہے اور وہی خلق بن آیا ہے، خلق وغیرہ صرف وہم محض ہے۔ مورکھ یعنی نادان، نادان، خلق کو علیحدہ اور موجود واقعی مانتے ہیں وغیرہ۔ لیجئے اب ان کو کس چیز کی دعوت دی جائے۔ جو خیال کیا گیا تھا غلط نکلا اور یہ سب انکل ہے اور ذہنی بات إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا۔ بیشک انکل یا گمان حق اور واقعیت سے مستغنی نہیں کر سکتا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ نفی تعبد و پرستش سے صرف ایک ہی اعتبار عبادت لینا غیر صحیح ہے لہذا نفی وجود غیر کا معنی بھی اسی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی تحقیق سے نکلتا ہے اور اس کی بھی ترغیبی دعوت

غلطی کا قطعی ازالہ: صاحب کلمۃ الحق کا یہ سمجھنا بھی غلط ہے کہ ابو جہل اور

اس کے ساتھیوں نے نفی غیریت الہیہ سمجھا، کیوں کہ ان کا جملہ تو یہ ہے کہ  
 أَجْعَلَ الْإِلَٰهَةَ كَمَا كُنَّ مَعْبُودَاتٍ كَوَاحِدٍ هِيَ مَعْبُودَةٌ تَهْتَرُ بِهَا  
 صَاحِبُ کَلِمَةِ الْحَقِّ تُوْنَفِي غَيْرِیتِ الْإِلَٰهَةِ اور بھی غلط سمجھ رہے ہیں یہ خیال کہ  
 غیریت، صرف امر اعتباری ہے تو امر اعتباری کس کا اعتبار کردہ ہے۔ اگر ہمارا اور  
 آپ کا یعنی خلق کا اعتبار کردہ ہے تو اعتبار غیر معتبر حقیقی ہے جو واقعی اور نفس  
 الامری نہیں، تو پھر اس کا اعتبار ہی کیا (ایک پن) عینیت محض ہی ہو اور یہ باطل  
 ہے اور اگر اعتبار معتبر حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کا ہے اور اللہ تعالیٰ نے غیر اعتبار کیا ہے  
 مولانا نے غیر جانا یا ٹھہرایا ہے تو نفس الامری اور واقعی ہے اور جب یہ ہے تو غیر  
 واقعی اور نفس الامری کی نفی کیسی؟ اور غیر یعنی خلق کا اپنے اقسام کے لحاظ سے  
 متکثر اور متعدد (کئی) ہونا ضروری اور اس طرح خلق اور ماسویٰ اللہ کے غیر  
 ہونے اور کثیر ہونے میں کوئی امر از قسم شرک الہ (یعنی صاحب الوہیت) کے  
 لحاظ سے پیدا نہیں ہوتا۔

کثیر الہ کا عین اللہ ہونے کی قرآنی ترویید: یہ خیال کہ ہر پرستش کیا جانے  
 والا موجود ہے اور موجود حقیقتاً اللہ ہی ہے لہذا کئی مل کر ایک ہی الہ ہے لغو اور  
 باطل ہے کیوں کہ اس خیال کو بھی قرآن باطل ٹھہراتا ہے۔ وَلَوْ كَانَتْ فِيهِمَا  
 إِلَٰهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا اور اگر آسمان اور زمین میں کئی معبود ہوتے (واقعۃً) اللہ  
 کے سوا تو فساد برپا ہو جاتا (پ ۷۱ الانبیاء ۲۲) ثابت ہے۔ یہ خیال یا اعتبار کہ الٰہ  
 معنی غیر ہے تو اس کا یہ مطلب نکلے گا کہ اگر کائنات میں کئی معبود اللہ کے غیر

ہوتے تو فساد برپا ہوتا چوں کہ کئی معبود اللہ کے غیر نہیں ہیں لہذا فساد کا امکان نہیں تو اس صورت میں کم از کم ثبوت آلہتہ کثیرہ یعنی کئی اور متعدد معبودوں کا ہونا تو ثابت ہو گا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے کیوں کہ دعوت 'اللہ واحد ماننے کی ہے اس کا خلاف کفر ہے' یہ قیاس کہ متعدد آلہہ 'آلہہ مزعومہ ہیں۔

اللہ ٹھہرانے کی تردید : واقعی آلہتہ نہیں تو اس کا جواب ہی ہے کہ انہی آلہتہ مزعومہ کو واقعی آلہہ قابل پرستش نہ ٹھہرائیں اسی لئے تو دعوت اللہ ہی کو اللہ ٹھہرانے کی ہوئی۔ نفی غیریت آلہتہ مزعومہ و معبودان باطل کہاں؟ یہ تو نفی بجل معبود و اتحاذ معبود ہے نہ کہ یہ واقعی کئی آلہہ یعنی متعدد معبودوں کو ایک ہی کی یا ان کو کئی اللہ مان کر غیر نہ سمجھنے کی اور اگر ایسا ہو تو لفظ اللہ ہی بے معنی ہو جائے گا۔ قرآن تو اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ یعنی سوائے اس کے نہیں کہ اللہ ہی اکیلا اللہ ہے پیش کر رہا ہے۔ اَلَا لِهٰۤٔۃٌ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ سب معبود مل کر ایک ہی معبود ہے سوائے اس کے نہیں کہ سب معبود مل کر ایک ہی معبود ہے..... کہاں پیش کر رہا ہے اور پھر جیسا کہ انہوں نے سمجھا رسول یا صحابہ بھی ویسا ہی سمجھتے اور ان کے بعد والے بھی ایسا ہی سمجھتے آتے حالانکہ قرون اولیٰ سے اب تک اس مفہوم کا حامل بجز مصنف کلمۃ الحق کے ایک شخص بھی نہیں معلوم پڑتا۔ عوام تو عوام علمائے جہاں بھی اس سے نابلد ہیں۔ کلمۃ استعجاب کو خواہ وہ کسی اعتبار سے ہی ہو صحیح خیال کر لینا واقعیت پر کم مبنی ہوتا ہے کہ اکثر مبالغہ ہوتا ہے اور غیر واقعی بھی جیسے حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر زلیخا کی ملامت کرنے والوں نے کہا مَا هَذَا بَشَرًا اَلَمْ يَلِكْ كَرِيْمٌ یہ تو بشر نہیں ہے سوائے اس

کے کہ وہ بزرگ فرشتہ ہے تو کیا ان کے اس کہنے سے وہ واقعی فرشتہ ہی تھے؟  
نفی موجودیت غیر سمجھنے میں غلطی: یہ بات کہ دعوت نفی موجودیت غیر  
 اللہ ہے تو یہ بھی صحیح نہیں کیوں کہ غیر اللہ کا تخلیق کے اعتبار سے نمود پانا یعنی  
 موجود اضافی ہونا خود ثابت ہے اللہ خالق کل شے اور یہ نمود ابد کی ہے اور مخلوق  
 خالق کی غیر ہی ہوتی ہے، یہ قیاس کہ دعوت نفی وجود خلق اللہ ہے تو یہ البتہ من  
 وجہ درست ہے اور من وجہ درست نہیں۔ اس لئے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ میں نفی  
 کا تعلق الہ کے لفظ سے ہے اور دعوت میں اِعْبُدُوا اللَّهَ اور إِلَه کے اعتبار سے الہ  
 واحد کی دعوت اور اللہ کے لفظ کے ساتھ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَهٌ وَاحِدٌ ہے۔ علاوہ ازیں  
 اَرَبُّكُمْ لَتَشْهَدُونَ إِنَّ مَعَ اللَّهِ آلِهَةً أُخْرَى قُلْ لَا أَشْهَدُ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَهٌ  
 وَاحِدٌ کیا تم گواہی دیتے ہو (اس بات کی) کہ اللہ کے ساتھ دوسرے بھی کئی  
 معبود ہیں، کہہ دیجئے کہ میں گواہی نہیں دیتا (تو) کہہ دیجئے کہ سوائے اس کے  
 نہیں کہ وہی الہ معبود واحد ہے‘ (پ ۷، الانعام ۲۷)

اس آیت سے تو اور بھی صاف معلوم ہوا کہ اللہ کے ساتھ کوئی اور  
 معبود واقعہ ہے ہی نہیں، جب ہے ہی نہیں تو ان کی غیریت کی نفی کیسی؟ اسی  
 لئے تو کسی شے پر بھی کسی اعتبار سے خواہ اسماء ہی کیوں نہ ہو الہ نہ کہنے پر قرآن کا  
 اصرار ہے۔ یہ اعتبار کہ الہ بمعنی موجود لیجئے تو جب کہ لفظ موجود نص ہی میں  
 نہیں تو اس کو لیجئے کیوں؟ اور پھر لیں بھی تو موجودات کثیر ہیں اور اس سے نعوذ  
 باللہ سارے موجودات اللہ ہو جائیں گے۔ تو الہ واحد کی دعوت بیکار! الحاصل  
 سارے قرآن سے نفی الوہیت و معبودیت غیر اللہ و ماسوائے اللہ ہی ہے اس مفہوم



میں جس کو اللہ تعالیٰ غیر سمجھتے ہیں اور یہ مخلوق ہے۔ واضح ہو کہ ہمیں صاحب کلمۃ الحق کے صرف اسی اعتبار کو جو نفی غیریت الہیہ سے متعلق ہے اور وہ محض دعوتِ عینیت ہی کو پیش کر رہے ہیں لہذا صرف ان کی اس سوء فہمی کو صاف کرنا مقصود ہے۔ انتباہ!! انہی اعتبارات کی وجہ غیر محقق اہل ظاہر توحید حقیقی و وحدۃ الوجود کو فلسفہ ہندو مذہب سمجھتے اور قربِ حق سے دور ہیں۔ بات یہ ہے کہ صوفیائے محققین کے پاس توحید حقیقی کے حل کیلئے دو مسئلے ہیں۔ ایک عینیت اور دوسرے غیریت۔ ان کے پاس اگر کوئی محض عینیت ہی کا قائل ہو تو ناقص ہے، ملحد ہے اور اگر غیریت محض ہی کا قائل ہو تو مشرک ہے (شرک خفی) اور یہ دونوں اعتبارات ایمانی اعتبار سے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ اور قرآن ہی کے ہیں، محض صوفیہ کے نہیں، لہذا کلمۃ الحق میں جو اعتبارات مصنف نے نفی غیریت الہیہ کے بیان کئے ہیں ان میں سے چند جو کہ اصولی ہیں بتائے جاتے ہیں جن کو انہوں نے اپنی کتاب کلمۃ الحق میں متعدد اعتبارات سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ظاہر ہے کہ دینی، ایمانی، قرآنی اور کتاب و سنت کے اعتبار سے محض عینیت پیش کرنا ایک بے معنی اور بے اصل بات ہے واقعی نہیں یہ مانا کہ وجود کے اعتبارات سے (ظہوراً) اور اضافۃً ایک پن اور عینیت اصطلاحی صحیح ہے لیکن محض وجود کا (ظہوراً) اضافۃً ایک ہی اعتبار لیجئے تو یہ تعطیل اور غربت ہے کیوں کہ یہ اعتبار قابل خطاب ہے نہ لائق بیان اور جب کہ کوئی غیر واقعہ کسی جہت سے بھی ہے ہی نہیں تو نفی غیر کی دعوت کیسی؟ نبی کون؟ رسول کون؟ اولو العزم کون؟ رحمۃ للعالمین کون؟ خدا کون؟ بندہ کون؟ عذاب کیا؟ ثواب کیا

؟ خالق کس کا نام؟ جب کہ یہ سب ایک ٹھہرے، یہ خیال کہ وجود ان کے لئے نہیں لیکن نسبت ظہور تو واقعی ہے صرف ایک وجود ہی کہ چیز ہے جو دو نہیں ہو سکتی۔ اضافۃً تو واقعی ہے اور اس کیلئے مظہر کا نمود میں آنا ضروری ہے اسی لئے ممکن اور ذات خلق مابینہ عین نہیں ہو سکتی۔ کیوں کہ مابینہ ممکن کسی طرح عین واجب ہے ہی نہیں اور یہ مسلمہ مسئلہ ہے خالق کو جو کہ موجود حقیقی ہے وجود ہونا ضروری ہے مخلوق کو جو نو پیدا ہے اس سے موجود ہونا ضروری ہے۔ کیوں کہ دو موجود حقیقی ہو نہیں سکتے۔ اس لئے ایک محتاج وجود ہو گا جو کہ مخلوق ہے۔ اس کو موجود بالغیر کہتے ہیں۔ اور موجود اضافی اور ایک قائم بالذات جو کہ خالق ہے یہی موجود حقیقی ہے اب رہا اس کی جامعیت کا راز اور سر کیا ہے؟ باوجود امتیاز کسی باخبر سے، جسے ولی مرشد کہتے ہیں پانا ہو گا۔ ورنہ صرف تسلیم کر لینا، انکار نہ کرنا چاہئے ورنہ محرومی ایمانِ کاملہ ہے اسی طرح توحید حقیقی کے صحیح اعتبار سے جو کوئی بھی غیریت واقعی کو ذاتِ خلق کی جو قائم حق ہی سے ہے نفی کرے گا وہ ہمیشہ حیران ہو گا پریشان ہو گا عقل سے ثابت کرے گا۔ نہ نقل سے، قرآن سے نہ سنت سے !!

اشیاء کی غیریت کا پہلو: ساری کتاب اللہ یعنی قرآن میں آیتیں بھری ہوئی ہیں۔ استدلالات بھرے ہوئے ہیں۔ مباحث ہیں ظاہر ہے کہ یہ سب غیریت کو قوی کر رہے ہیں۔ جس آیت کو پڑھئے تو غیریت کو بتائے گی۔ کہیں خلق یا اپنے غیر، مظہر صفات و ذات یعنی تعینات واقعہ خارجہ جو اس کے ذاتاً واقعی غیر ہیں۔ جن کی حق تعالیٰ نے تخلیق فرمائی ہے ان سے مخاطبت ہو گی۔ اپنے عبد سے

دعوتِ تسلیمِ معبودیت ہوگی، یا اپنے مربوب سے دعوتِ تسلیمِ ربوبیت یا اپنے مظہر سے ترغیبِ مشاہدہ بازی یا اپنے معلوم سے اور اک باطلیت کی غمازی۔ اب اگر اس کے آگے چلیں تو عبدِ حقیقی موجود ہی نہ رہے گا۔ لیکن یہ سب تھوڑی دیر کی بات ہے لی مع اللہ وقت الخ یعنی حضور ﷺ انور فرماتے ہیں مجھے اللہ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہی ہوتا ہے اور جو تحقیق قبل وجود کیجئے تو معلوم تک جائیے۔ اس سے اوپر اور بھی بلند جانا ہو تو عالمِ حقیقی سے علم پائیے اور جب ان سے علم پاؤ تو وہ کہتے ہیں کہ تم اور اوپر بھی ہو مگر شیون ہو کر ہم میں چھپ کر لاشی ہو کر جیسے تخم میں کمالاتِ شجر، یہ سہی کہ تم از خود کچھ نہ تھے، کچھ نہیں ہو، ہم سے کچھ ہوئے، جو کچھ ہوئے سب کچھ ہوئے اور ایسا ہی ہوتے رہو گے۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا اے رب ہمارے یہ جو کچھ تو نے بنایا باطل یعنی (عدم محض نہیں) اسی طرح مَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ اِلَّا بِالْحَقِّ نہیں بنایا ہم نے آسمان اور زمین کو مگر ساتھ حق کے اور واقعی لہذا یہ تخلیق جو تمہاری نمود ہے گو بے بود ہے لیکن یہی تمہاری بود ہے اور ابدی ہے اور اسی تخلیق کے اعتبار سے نمود کے لحاظ سے قبل نمود تمہارے حقائق کے ثبوت کے لحاظ سے یہ سب تمہارے احکام و آثارِ قطعی ہیں اور واقعی اور یہی ہے وجہِ غیریت اس کو واقعی کہو یا حقیقی، اصلاحی یا غیریت ذاتی لیکن یہ غیریت محض اعتباری نہیں، غیر واقعی نہیں، اب دعوتِ اسلام بھی صحیح، دعوتِ ایمان بھی صحیح، دعوتِ احسان بھی صحیح، سب ٹھیک، سرفراز و اسلام بھی درست، احکام سزا و جزا بھی درست، مزید وضاحت و تفصیل سے سمجھنا ہو تو نور النور جو ہماری تصنیف ہے اسے دیکھئے۔

معنوی حقائق کے علاوہ نحوی ترکیب اور ادبی اسالیب کے لحاظ سے بھی نفی غیریت نہیں ہوتی اور مختلف صورتوں میں سے ایک پہلو یہ ہے کہ الّا کی خبر محذوف سمجھی جاتی ہے۔

وَيَحْذِفُهُ الْجَحَارِيُّونَ كَثِيرًا فَيَقُولُونَ لَا أَهْلَ وَلَا مَالَ وَلَا بَأْسَ  
وَالْأَفْتَى الْأَعْلَى وَلَا سَيْفَ الْأَذْوَاقِ الْفَقَارِ - وَمِنْهُ كَلِمَةُ الشَّهَادَةِ (المفصل از  
علامہ زکثری صاحب کشاف مع شرح ان یعیش صفحہ ۷۰ جلد ۱ مطبع مصر)  
(در بحث جزائے نفی جنس)

ترجمہ : اور اہل حجاز اکثر اس کو حذف کر دیتے ہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں لا اہل  
ولا مال ولا باس ولا فتنی الاعلی ولا سیف الاذواق الفقار اور کلمہ شہادت  
بھی اس کی ایک مثال ہے۔

## کلمہ الحق کے نفی غیریت کے اعتبارات

### اقتباس مضمون کلمہ الحق

زَعَمُوا أَن لَّا مَذْلُولَ لِلْكَلِمَةِ الطَّيِّبَةِ إِلَّا أَنَّهُ سُبْحَانَهُ وَاحِدٌ مُسْتَحَقٌّ  
لِلْعِبَادَةِ - وَلَيْسَ الْأَمْرُ كَذَلِكَ لِأَنَّ مُشْرِكِي الْعَرَبِ أَيْضًا كَانُوا مُصَدِّقِينَ  
بِوَحْدِيَّةِ سُبْحَانِهِ وَمُقَرِّرِينَ بِأَنَّ اللَّهَ مُسْتَحَقٌّ لِلْعِبَادَةِ - وَلَمْ تَقُلْ أَحَدٌ  
لِّلصَّنْمِ أَنَّهُ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ لِقَوْلِهِمْ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ  
رُفْقَى وَهُوَ لَاءَ شَفْعَاءَ نَاعِنْدَ اللَّهِ -

وَلَا رَيْبَ إِنَّهَا نَزَلَتْ لِزِدْزَعِ الْمُشْرِكِينَ وَجَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ  
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ جَدَامِرُوا بِالْقَائِلِهَا إِلَى أُمَمِهِمْ مُطْلَقًا  
وَقَالَ نَبِينَا وَشَفِيعُنَا مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أُمِرْتُ أَنْ تُقَاتِلَ النَّاسَ  
حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.

فَعَلِمَ أَنَّ مَذْلُومَ الْكَلِمَةِ الطَّيِّبَةِ أَمْرٌ قَدْ أَنْكَرَهُ الْمُشْرِكُونَ انْكَارًا  
شَدِيدًا وَرَعَمُوا بِخِلَافِهِ وَهُوَ رَعَمُ الْغَيْرِيَّةِ بَيْنَهُ سُبْحَانَهُ وَبَيْنَ الْآ  
لِهَةِ وَسَائِرِ الْأَشْيَاءِ تَنْزِيلُ فِي رَيْبِهِمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلَّمَاتُوهُمْ مُمْتَوَةٌ غَيْرَ  
اللَّهِ لَيْسَ لِغَيْرِ اللَّهِ بَلْ عَيْنُهُ وَسَيَظْهَرُ صِحَّةُ هَذَا الْمَعْنَى بِمَالَا  
مَزِيدَ عَلَيْهِ انْشَاءُ اللَّهِ تَعَالَى.

وَالْعَرَبُ كَانُوا مِنْ أَهْلِ اللِّسَانِ فَأَذْرَكُوا بِمُرَادِهَا فَاثْمَنَ بِهَا مَنْ آمَنَ  
وَأَنْكَرَ الْمُشْرِكُونَ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ وَقَالُوا أَجْعَلُ  
الْإِلَهَةَ إِلَهًا وَاحِدًا إِنَّ هَذَا الشَّيْءَ عَجَابٌ.

وَلَمَّا كَانَ مُرَادُهَا الْمَذْكُورُ مَعْنَى مُطَابِقِيًّا وَمَذْلُومًا أَصْلِيًّا لِلْكَلِمَةِ  
لَمْ يُبَالِ أَحَدٌ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ عَلَيْهِمُ الرِّضْوَانُ إِنَّ تَبِعَ  
التَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ لَا يَفْهَمُونَ مُرَادَهَا لِذَا لَمْ يَحُومُوا حَوْلَ  
تَشْرِيحِهَا وَتَبَيُّنِ مَعْنِيهَا ثُمَّ صَدَرَ الْعَقْلَةُ وَالْخَطَاءُ فِي الرَّمَانِ الَّذِي  
أَشْبَهَ إِلَيْهِ فِي الْحَدِيثِ ثُمَّ يَفْشَوُ الْكِذْبَ.

ثُمَّ الَّذِينَ يَلُومُونَ نَهُمُ ثُمَّ يَفْشَوُ الْكِذْبَ الْحَدِيثَ وَالْحُسْرَةَ كَمَالِ  
الْحُسْرَةِ عَلَى أَنَّ أَكَابِرَ الْعُلَمَاءِ شَرَقًا وَغَرْبًا سَلَفًا وَخَلَفًا مُحَدِّثِينَ وَ

مُفْسِرِينَ مُجْتَهِدِينَ وَمُقَلِّدِينَ مُتَكَلِّمِينَ وَمُتَفَقِّهِينَ قَدْ حَرَفُوا الْكَلِمَةَ  
الطَّيِّبَةَ عَنْ مَوَاضِعِهَا وَأَوَّلُوهَا مِنَ الْحُكْمِ إِلَى الْمُتَشَابِهِ وَبَدَّلُوا  
أَمْضُومَهَا بِالْخَبِيثَةِ وَهِيَ لَا إِلَهَ إِلَّا غَيْرُ اللَّهِ كَمَا سَحَّحِيءٌ تَفْصِيلُهَا  
إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى۔

فَصَاذُوا لِسَانَهُمْ عَنِ الشِّرْكِ لِنَتَلَفُظُهُمْ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْرُكُوا بِالْقَلْبِ  
لِعَقِيدَتِهِمْ بِلَا إِلَهَ إِلَّا غَيْرُ اللَّهِ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا الْعُودُ بِاللَّهِ مِنْهَا  
وَقَدْ شَاعَ الْغَلَطُ وَالتَّحْرِيفُ وَالتَّأْوِيلُ فِي الْكَلِمَةِ وَإِدْلَئِهَا يَوْمًا  
فِيَوْمًا حَتَّى صَارَ التَّوْحِيدُ شِرْكَاً وَالشِّرْكَ تَوْحِيداً أَفِي رِغْمِ الْمُسْلِمِينَ  
كُلُّهُمْ أَجْمَعِينَ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ

وَلَمَّا وَفَّقَنِي اللَّهُ سُبْحَانَهُ بِالْإِطْلَاعِ عَلَى الْخَطَأِ الْمَذْكُورِ وَالْهَمْنِي  
مَا هُوَ الْمَرَّ اذْهَبَ الْحَقِّ عَزَّ اسْمُهُ مَشَمَّرْتُ عَنْ سَاقِ الْجِدْقِي بَيَانِهِ  
سَسَمِيئاً بِكَلِمَةِ الْحَقِّ مُرْتَباً بِمُقَدِّمَةٍ وَعِدَّةٍ وَصُولٍ وَثَلَاثَةِ أَصُولٍ وَ  
خَاتِمَةٍ (صفحہ ۱۱ تا ۱۴)

ترجمہ ”کلمہ طیبہ کا یہ معنی کا خدائے تعالیٰ یکتا ہیں اور الٰہی پرستش، درست اور  
مدلل نہیں کیونکہ مشترکین کا بھی یہی عقیدہ ہے اور وہ بھی وحدت سبحان کے  
مصدق ہیں اور اللہ کے مستحق العبادت ہونے کے قائل۔ ان میں سے کسی نے  
کبھی کسی بت یا صنم کو یہ نہیں کہا کہ وہ اللہ رب العلمین ہے جیسے کہ ان کے اس  
قول کے لحاظ سے وَمَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُنْفِرَ بُونِ إِلَهِ اللَّهِ زُلْفَى کہ نہیں  
عبادت کرتے ہم ان بتوں کی مگر اس لئے کہ وہ ہمیں اللہ کے مقرب بنادیں

اور یہ کہ یہ سب ہمارے شفیع ہیں اللہ کے پاس پس اگر معنی کلمہ طیبہ کا فقط یہی ہوتا تو مشرکین اور مسلمین میں فرق نہ ہوتا۔ کیونکہ کہا ہمارے نبی اور شفیع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حکم کیا گیا ہوں (حق تعالیٰ سے) اس بات کا کہ قتل کروں میں لوگوں کو یہاں تک کہ کہیں لا الہ الا اللہ (اس معنی میں) یعنی نہیں ہے کوئی معبود اللہ کا غیر پس معلوم ہوا کہ مشرکین نے بزم خود جس کا سخت انکار کیا اور مخالفت کی وہ درمیان حق سبحانہ و تعالیٰ اور متعدد الہ اور تمام چیزوں کی غیریت ہی کا زعم تھا اور اس کے رد کرنے کیلئے لا الہ الا اللہ کا کلمہ اترایا یعنی لا الہ غیر اللہ نہیں ہے کوئی الہ غیر اللہ کا یعنی ہر وہ چیز جس کو تم اللہ کا غیر وہم کرتے ہو کہ غیر خدا ہے نہیں ہے وہ خدا کا غیر بلکہ وہ اس کا عین ہے (یعنی خدا کا عین ہے) اور قریب میں اس کا صحیح معنی ظاہر ہو گا اس طرح کہ اس سے زیادہ (بہتر) متصور نہ ہو گا انشاء اللہ۔

عرب اہل زبان تھے اسی لئے اس کے مطلب کو انہوں نے سمجھ لیا اور اس پر ایمان لائے جو کہ ایمان لائے اور انکار کیا مشرکوں نے اور جس وقت کہا گیا ان سے لا الہ الا اللہ سرکشی کی اور کہا اور انہوں نے کیا محمد صلعم نے سب (بتوں کو یعنی) معبودوں کو ایک معبود ٹھہرا دیا۔ بیشک یہ عجیب بات ہے اور جبکہ مذکورہ معنی کلمہ طیبہ کا عینیت حقیقی کے مطابق تھا جو کہ اس کا مفہوم اصلی و حقیقی ہے تو نہ اندیشہ کیا صحابہ تابعین رضوان اللہ علیہم نے کہ تبع تابعین یا ان کے بعد آنے والے اس مطلب کو نہ سمجھیں گے، اس لئے ان حضرات نے اس کے شرح و بیان کی طرف توجہ نہ کی۔ پس یہی وجہ ہوئی کہ ان کے بعد کے

زمانے والوں میں سے اس کے سمجھنے میں غفلت و خطا واقع ہوئی جیسا کہ حدیث میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے یہ کہ پھر جھوٹ پھوٹ پڑیگا۔ حدیث خیر القرون میں افسوس کمال افسوس ان اکابر علماء پر جو شرقی و غربی اگلے اور پچھلے محدثین، مفسرین، مجتہدین، مقتلین، متکلمین و فقہاتھے کہ جنہوں نے کلمہ طیبہ کی اپنے مواقع سے تحریف و تبدیل کردی محکم سے متشابہ کی طرف اور بدل دیا اس کے مضمون طیبہ کو خبیثہ کے ساتھ اور وہ یہ کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ کا غیر لا الہ الا غیر اللہ چنانچہ اس کی تفصیل کی جائے گی۔ پس اکابر علماء اس طرح لفظ لا الہ الا غیر اللہ کہہ کر زبان و دل سے بھی شرک میں مبتلا ہو گئے اس وجہ سے کہ انہوں نے نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ کا غیر لا الہ الا غیر اللہ کے معنی کا اعتقاد کر لیا یہ اس وجہ سے ہوا کہ واقف نہ ہوئے اس پر کہ غیریت اور جدائی ان کی یعنی کافرین و مشرکین کی مزعومہ ہے (واقعی نہیں) نعوذ باللہ منہا اور نتیجہ یہ ہوا کہ اس غلطی کی وجہ روز بروز تحریف و تاویل کلمہ طیبہ اور اس کے دلائل میں شائع ہو گئی یہاں تک کہ اب مسلمانوں کے زعم میں توحید شرک ہو گئی اور شرک توحید سوائے بعض کے الا ماشاء اللہ اور جبکہ اللہ سبحانہ نے مجھے اس کی آگاہی کی توفیق دی اور مذکورہ غلطی پر مطلع کیا اور الہام کیا اس چیز کا جس کا عند اللہ مقصد ہے تو میں نے اس کے اظہار کی طرف توجہ کی یعنی کلمہ طیبہ کے صحیح مطلب کے لئے پس کلمہ الحق کو لکھا، ترتیب دی اس میں چند وصل اور تین اصل کی اور ختم کیا اس کو“

(کلمۃ الحق مطبع نول کشور جنوری ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۱ تا ۱۳)



## غیریت وہمی

فَالْغَيْرِيَّةُ لَيْسَتْ مَفْهُومَةً إِلَّا قِيَّاسًا وَهَمِيًّا بِاطِّلَاسِ طَرَحِ صَفْحَةِ (۱۳۸) میں بھی دو جگہ غیریت وہمی کو بیان کیا۔ اور اس کلمہ الحق کے شارح و مترجم جنہوں نے فارسی میں شرح اور ترجمہ کیا ہے، اسی مفہوم کی وضاحت کی ہے۔

ان کے اس بیان سے کیا معلوم ہو رہا ہے یہ کہ کافرین، مشرکین بھی اللہ تعالیٰ کو مستحق عبادت سمجھتے تھے اور کسی کو اللہ رب العالمین نہیں سمجھتے تھے، ثبوت میں ومانعہم ..... الخ

تیسرا ان کا استدلال یہ کہ وہ اپنے بتوں کو شفع سمجھتے تھے، ان کے پاس اور یہ بات کوئی ناجائز نہیں جبکہ خود حضور صلعم ہمارے شفع ہیں اور اس اعتبار سے (ان کے پاس) شرک، غیریت کا قائل ہونا ہی ہے پھر ان کا یہ مطلب ہے کہ لوگ کلمہ کا یہ معنی لے رہے ہیں کہ نہیں ہے کوئی الہ اللہ کا ”غیر“ غور طلب ہے کہ منصف نے اپنے مفہوم کی دھن میں یہ نہ سمجھا کہ کافرین و مشرکین مستحق عبادۃ اگر اللہ ہی کو سمجھ رہے تھے تو اتَعْبُدُوا مَا تَخْتَارُونَ کیا پوجتے ہو ان کو جن کو تم تراشتے ہو اور اَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ پرستش کرو اللہ کی اور نہ پوجو غیر اللہ کو کے احکام کن پر اور ومانعہم کے جملہ سے تو خود یہ ثابت ہے کہ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نہیں عبادت کرتے ان کی مگر اس لئے کہ وہ اللہ کے مقرب بنادیں یعنی وہ عبادت غیر اللہ کو سبب تقرب الہیہ سمجھ رہے ہیں اور لَفْظاً عِبَادَتِ غیر اللہ خود ہی کہہ رہے ہیں افسوس کہ صاحب کلمۃ الحق نے ومانعہم کو بھی کچھ نہ سمجھا، دوسرے شفاعت کے اعتبار کو بھی نہ

سمجھا، شفاعت 'کافر' بتوں وغیرہ کو بلا ارادہ وہ اجازت و اذن الہیہ شفع و مختار شفاعت سمجھتے تھے۔ اس لئے مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ۔ کون ہے اللہ کے پاس بلا اذن و اجازت سفارش کرنے والا کہمگر شفاعت کا ماذون ہونا ثابت کر دیا۔ مشروط اجازت کا امتیاز بتایا ہے تو بتائیے کہ کافرین و مومنین کا ہم عقیدہ ہونا کہاں ثابت ہوا، تیسرا اَجْعَلْ اِلٰهًا سب معبودوں کو ملا کر ایک ٹھہرا و یا کا مطلب، تو خود قرآن میں نہیں وہ تو الہ واحد کی دعوت دے رہا ہے اور اگر ابو جہل اور اس کے ساتھی دعوت کو سمجھ کر انکار کر رہے ہیں یعنی یہ سمجھ کر کہ سب معبودوں کو بنا کر ایک معبود کی دعوت دی جا رہی ہے تو صحیح سمجھتے۔ البتہ حق سے منکر ہوئے لیکن نفی غیریت الہ کہاں سمجھتے اور پھر ظاہر ہے کہ جب غیریت کا اعتبار ہے ہی نہیں محض وہی ہے یا فرضی تو حضور صلعم کا لڑنا کس سے؟ اور قتل کرنا کس کو ہوگا؟ اس طرح حضرت منصف کا یہ سمجھنا کہ ۱۔ الہ الا اللہ کا مفہوم اصلی نفی غیریت ہی ہے بے بنیاد ہے اور پھر خود جزو ثانی محمد رسول اللہ غیریت و اقصیہ پر مبنی ہے کیونکہ رسول مرسل کا غیر ہوتا ہے اور پھر آخر کتاب میں غیریت کو وہی محض بتایا اور ان کے مرید اور شاگرد نے بھی یہی بتایا۔ اور باوجود اس کے جزو ثانی کے لحاظ سے حصول ایمان ہوتا ہے بھی بتایا عجب بات ہے !!

اَجْعَلْ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ الشَّعْیَ عُجَابٌ کَیَا اس نے سب

معبودوں کو ایک ہی معبود بنا دیا ہے۔ یہ بڑے تعجب کی بات ہے۔

تفسیر :- اتنے بے شمار دیوتاؤں کا دربار ختم کر کے صرف ایک خدا رہنے دیا، اس سے بڑھ کر تعجب کی کیا بات ہوگی۔ کہ اتنے بڑے جہان کا انتظام اکیلے ایک خدا کے سپرد کر دیا جائے۔ اور مختلف شعبوں اور محکموں کے جن خداؤں کی بندگی قرونوں سے ہوتی چلی آئی تھی وہ سب ایک قلم موقوف کر دیا جائے گویا ہمارے باپ دادے نرے، جاہل، اور بیوقوف ہی تھے جو اتنے دیوتاؤں کے سامنے سر عبودیت خم کرتے رہے۔ روایات میں ہے کہ ابوطالب کی بیماری میں ابو جہل وغیرہ چند سرادان قریش نے ابوطالب سے آن کر حضرت صلعم کی شکایت کی کہ یہ ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتے ہیں اور ہمیں طرح طرح سے اذیت دیتے ہیں آپ ان کو سمجھائیے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے چچا ! میں ان سے صرف ایک کلمہ پابتا ہو جس کے بعد تمام عرب انکا مطیع ہو جائے اور ختم ان کی خدمت میں جزیہ پیش کرنے لگے۔ وہ خوش ہو کر بولے کہ بتائیے وہ کلمہ کیا ہے؟ آپ ایک کلمہ کہتے ہم۔ آپ کے دس کلمے ماننے کیلئے تیار ہیں۔ فرمایا زیادہ نہیں بس ایک اور صرف ایک ہی کلمہ ہے **لا الہ الا اللہ** یہ سنتے ہی طیش میں آ کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کیا اتنے خداؤں کو بنا کر کیا خدا۔ چلو جی۔ یہ اپنے منصوبہ سے کبھی باز نہیں آئینگے۔ یہ تو ہمارے معبودوں کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہوئے ہیں۔ تم بھی مضبوطی سے اپنے معبودوں کی عبادت اور حمایت پر مت رہو۔ مبادا ان کا پروپیٹنڈہ کسی ضعیف الاعتقاد کا قدم پرانے آبائی طریقہ سے بنانے میں کامیاب ہو جائے۔ انکی انتھک کوشش کے مقابل ہے میں ہم کو بہت زیادہ صبر و استقلال دکھانے کی ضرورت ہے۔

## رسالت

رسالت ہی الوہیت کے یانے کا ذریعہ ہے: رسالت ہی سے الوہیت ملتی ہے۔ رسالت و نبوت کے بغیر الوہیت نہیں ملتی، کیسے ملے گی؟ انسانی ذہن کہاں؟ علم حق کہاں؟ مرضی حق کہاں؟ خیال بندہ کہاں؟ رسالت الوہیت کی جانب سے خود بنا کر بھیجی جاتی ہے اس کی پہچان خاص ہوتی ہے، بڑی شان سے آتی ہے، آتی رہی، جہاں بگڑا تو سارے جہاں کیلئے آئی۔ ساری بگاڑ کو سنوارا، اب تو کروڑوں اللہ کو اللہ ماننے والے ہیں، پکارنے والے ہیں، پا کر گم ہونے والے ہیں اور جو علانیہ نہ ماننے والے ہیں تو رسالت کے تحفہ کو سچ مانتے ہیں، جو لوگ محمد رسول اللہ کو رسالت کی حیثیت سے اپنے لئے نہیں مانتے، تنگ و عار، یادیں آبائی کے اعتبار سے رکھتے ہیں تو وہ بھی حضور کی تعلیمات، اوصاف اور اخلاق کا لوہا مانتے ہیں۔ اصول اور تعلیمات کو تبدیل عنوانات سے لیتے ہیں، علیحدہ طور سے مانتے ہیں، کیوں نہ مانیں، حقیقت مان ہی لی جاتی ہے، منوائی نہیں جاتی، لیکن نجات کا حاصل کرنا ہو تو علانیہ ماننا چاہئے اور طالب نجات بھی بہت ہیں، علانیہ مانتے ہیں، فائز المرام ہوتے ہیں، اسلام سارے عالم کیلئے ہے۔ مسلم ملک اور قوم، زبان اور رنگ، ذات پات کی قید سے پاک ہے، کہیں کاربنے والا بھی ہو کسی قید و بند میں بھی ہو، خالق کو اللہ ماننا فطرت ہے، مرضی الہی کو جاننا ضروری اور فطری ہے۔ اس کیلئے تسلیم رسالت لازمی ہے، دنیا میں بھی سر بلندی ہے، دین میں بھی، مسلم، مومن، حقیقتاً اپنی جان دے دیتا ہے، لیکن غیر اللہ کو اللہ رب، نہیں مانتا مال اور

جان چھوڑ دیتا ہے، لیکن الوہیت الہیہ اور رسالت محمدیہ کو نہیں چھوڑتا، اللہ اکبر کیا ایمان ہے، سبحان اللہ!!

## ایمان کا واحد راستہ رسالت ہے

س : کیا بغیر تسلیم رسالت ایمان نہیں آتا؟

ج : نہیں!

س : تو کیا پچھلے نبی و رسول کے ماننے والے جو اپنے اپنے نبیوں اور رسولوں کو مانتے ہیں یہ کافی نہیں؟

ج : نہیں!

بعض لوگ اسلام کے مطالب و ہدایات اور دیگر کتب مذہبی کو مطابق کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور بعض سب کتابیں، مثلاً بائبل، تورات، انجیل، زبور، دساتیر، ژند و ستار، گرنٹھ صاحب وغیرہ کا معائنہ کرتے اور ان میں سے موافق مضامین کو اخذ کرتے یا ان میں سے جن کے مضامین حالات حاضرہ کے لحاظ سے مناسب سمجھتے ہیں، تبدیل صورت میں لے لیتے ہیں، جیسے گاندھی مہاراج آنجہانی کیا کرتے تھے اور بعض سب کو ٹھیک بتاتے ہیں، بعض سب ادیان ایک ہیں کہتے ہیں اسی طرح مانتے بھی ہیں بعض اس کی موافقت کا اظہار بھی کرتے ہیں، جیسے گیتا اور قرآن لکھ کر جناب سندر الال صاحب نے بعض موافق اعتبارات کو بتانے کی کوشش کی ہے، یہ لوگوں کے نیک خیال اور حسن ظن ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اول تو بعض کتابیں اپنے خدا کی جانب سے ہونے کی دعویدار نہیں اور جو ہیں بھی تو ان نبیوں کی لائی ہوئی ہدایتیں بلا تبدیل کئے، ویسے کے

ویسے 'باقی نہیں رہی' بگڑ گئیں 'ترمیم وروائز کردی گئی ہیں۔ جو قابل تسلیم نہیں' دوسرے اب جو رسالت ہے 'تمام اعتبارات سے کامل تر ہے' چنانچہ یہ تین کام کرتی ہیں۔

(۱) پچھلی ان صحیح باتوں کی جو نبیوں اور رسولوں نے بتائی تھیں ان کی مصدق ہے۔ تصدیق کرتی ہے۔

(۲) دوسرے اس بگاڑ کی مصلح ہے جو ان انبیاء اور رسولوں کے انتقال کر جانے یا بطور خرق عادت و قدرت اٹھائے جانے کے بعد ان کے متبعین نے پیدا کر دیں۔

(۳) تیسری جو جو تکمیل طلب ہدایتیں تھیں تا قیامت ان کو مکمل طور پر اس رسالت نے بصورت قرآن پہنچایا اور خود اس کا علما، عملاً نمونہ بنے اور اپنی ہدایت و نمونہ پر چلنے والی ایک بہترین جماعت جن کو صحابہ کہتے ہیں چھوڑی اور یہ باتیں سب ادیان کے غیر متعصب، حق میں اور محقق مانتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آئے دن باوجود مسلمانوں کے پورے طور پر اشاعت و تبلیغ دین نہ کرنے کے ہر قسم کے مذاہب کے لوگ داخل دین اسلام ہوتے رہتے ہیں اور اس کے مداح اور جو بعض موانعات نفسی کی وجہ باقاعدہ داخل نہیں ہوتے، وہ اندرونی طور پر یا بہ دل قائل ہو جاتے ہیں اور بعض اسی دین یعنی اسلام کی خوبیوں کو تبدیل عنوانات سے لے کر مفاد دنیوی کو کامیاب بنانے کی کوشش کرتے اور کامیاب بھی ہو جاتے ہیں، تو کیا جو لوگ اندرونی طور پر قائل ہو جاتے ہیں، یعنی دل میں 'وہ آخرت میں نجات بھی پائیں گے' ہاں آخرت میں اس صورت میں نجات پائیں

گے جب کہ وہ دلی طور پر خدا اور رسول پر ایمان لا کر مسلمانوں کے خلاف یا اسلام کے خلاف کوئی خرابی یا فساد نہ پھیلاتے ہوں۔ البتہ دنیا میں بجز اظہار اسلام کے کہ ہم مسلمان ہیں، جہاد کے موقع پر ان کو امن نہیں، البتہ آخرت میں نجات ہوگی، مدارج نہیں۔

س : اسلام اور ایمان آتا کیسے اور مسلمان کہتے کسے ہیں؟

ج : لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کے ماننے اور جاننے اور بدل تصدیق کرنے سے آتا ہے اس کو دین اللہ، دین قیم، دین اسلام کہتے ہیں۔

## کمال رسالت

مُحَمَّدٌ رَسُولَ اللَّهِ وہ راے مُحَمَّدٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اور ان کا کمال رسالت ! کہ علم حق سے نظر دے کر عالم کو نظر سے گراتے بھی ہیں، تو اسی گرانے میں بساتے بھی ہیں، الوہیت پیش نظر ہے، ”عالم نہیں تھا“ نہیں ہو کر بھی ہے، اب عالم ہے، ہو کر بھی نہیں ہے، خالق عالم مرسل، محمد ﷺ، مرسل، رسول، وعالم، مرسل الیہ، تحفہ رسالت، الوہیت الہیہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، الوہیت کا تحفہ رسالت، مُحَمَّدٌ رَسُولَ اللَّهِ، مرسل الیہ خلق اللہ، خلقت کی نمائش رسالت کی صورت سے، قیام رسالت مرسل کی الوہیت سے، آمینہ مُحَمَّدٌ رَسُولَ اللَّهِ ہے جلوہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، نجات بھی ہوئی، درجات بھی ملے، قرب بھی ہوا، شہود بھی، عبدیت حقیقی ہے، الوہیت الہی، رسالت محمدی، نور احمدی، مسلم، مومن ہوا، محسن ہوا، مقرب ہوا، صدیق ہوا، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی تسلیم بھی ہے، تصدیق بھی، تحقیق بھی ہے، مشاہدہ بھی، علم بھی ہے، اور اک بھی، عبد بھی ہے، مولیٰ بھی۔

## تبصرہ گیتا اور قرآن

یہ ایک تالیف ہے جس کو جناب سندر لال صاحب نے لکھا ہے، اس میں گیتا کے مضامین جو سری کرشن جی کی بتائی ہوئی باتیں ہیں، ان دونوں کو باہم مطابق کرنے کی سعی کی ہے جو کہ تکلف سے خالی نہیں، تاہم یہ سعی ان کی لائق واد ہے، یہ خیال کہ گیتا ہندوستان کا قرآن ہے اور قرآن عرب کی گیتا، نافرمانی کا کرشمہ ہے، گیتا اور قرآن میں مطابقت کہاں! اس کی وجہ یہ ہے کہ خود موجودہ گیتا کا خلاصہ جو پیش کیا گیا ہے وہ خود اپنا امتیاز اور فرق آپ ہی بتلاتا ہے، مثلاً معبودانِ باطلہ کی پرستش کو گیتا میں کہیں جائز بتایا گیا ہے، کہیں غلط اور غیر اولیٰ اس کے استیصال اور اکھیر پھینکنے کیلئے کوئی قطعی اعتبار پیش نہیں کیا گیا نہ زور دیا گیا، اگرچہ ایسا گیتا کا رجحان ہے، اور الٰہی مذہب کے اصول بھی دو ہیں، ایک تو کوئی شے لائق عبادت کسی حیثیت سے نہیں سوائے اللہ کے دوسرے (اللہ) جو کہ خالقِ خلق ہے اس کی حقیقت مجہول نہیں اور اسی طرح وہ خود خلق کی بھی حقیقت نہیں، یعنی وہ اپنی ماہیت اور حقیقت ذات کے لحاظ سے عین ذاتِ خلق و ماہیتِ خلق بھی نہیں، اور یہ بہت ہی خصوصی اعتبارات ہیں جو اللہ نے دین اسلام میں بذریعہ رسول جہان و بصورت قرآن و بہ خلاصہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دعوت دئیے ہیں، ہم یہاں بالکل مختصر طور پر اس کو تحریر کرتے ہیں۔



## گیتا کا تضاد

از گیتا اور قرآن تالیف سندر ال صاحب

دیوتاؤں کو پا جا ایک پر میثور کی پوجا ہے، جو لوگ سچائی کے ساتھ دوسرے دیوتاؤں کی پوجا کرتے ہیں، وہ بھی ایک طرح، ایک پر میثور ہی کی پوجا کرتے ہیں، کیوں کہ ریت، رواجوں کو اپنانے والا ایک پر میثور ہی ہے۔ سب روپ اسی کے روپ ہیں۔ لیکن ان لوگوں کا راستہ ٹھیک نہیں سمجھتے، اس لئے گرتے ہیں۔“

ایک پر میثور کو پوجا ہونی چاہئے : ”جو جس روپ کی پوجا کرتا ہے اسی روپ کو پاتا ہے دیوتاؤں کی پوجا کرنے والے، دیوتاؤں کو، پتروں کی پوجا کرنے والے پتروں کو آدمیوں کی پوجا کرنے والے آدمیوں کو، اور ایک پر میثور کی پوجا کرنے والے پر میثور کو پاتے ہیں۔ آدمیوں کے ”اشٹ دیوتا“ یعنی معبود اسی کے روپ ہیں، اس نگاہ سے یہ سب راستے سچے ہیں لیکن یہ سب ادھورے ہیں، سمجھدار آدمی کو چاہئے کہ ان سب کو چھوڑ کر اسی ایک پر میثور کی پوجا بندگی کرے جو سب کے اندر موجود ہے۔“

خدا کو مجہول ٹھہرانا : خدا کے متعلق : ”وہ پر برہم (اللہ) جس کا کوئی شروع نہیں، جس کے بارے میں نہ ”ہے“ کہا جاسکتا ہے نہ ”نہیں“ جس کے سب طرف ہاتھ، پیر، کان، سر اور منہ ہیں (آگے چل کر) سب کا پالنے والا ہے، سب کا مارنے والا ہے۔“

خدا میں پیدا ہونے کی صفت اور پھر ان کے روپ میں خود پیدا ہونے

والا ہے اندھیرے سے دور، سب جیوتوں کی جیوتی (نور کا نور)۔ ”اس گیتا کی بار بار اور صاف شبدوں میں تعلیم ہے کہ اور سب دیوتاؤں وغیرہ کو چھوڑ کر صرف ایک ایشور ہی کی پوجا کرنی چاہئے (صفحہ ۹-۲۷-۳۴) اور سب دھرموں کو چھوڑ کر صرف ایک ایشور کا ہی سہارا لینا چاہئے، وہی آدمی کو پاپوں سے بچا سکتا ہے (۱۸-۶۶) اس طرح گیتا اور قرآن دونوں صرف ایک ایشور کا ہی سہارا لینا چاہئے، وہی آدمی کو پاپوں سے بچا سکتا ہے (۱۸-۶۶) اس طرح گیتا اور قرآن دونوں صرف ایک ایشور کی پوجا کی ہی تعلیم دیتے ہیں۔“

اب کسی قدر قرآن کے مختصر امتیازات دیکھئے

## قرآن کا امتیاز

قرآن کسی کیلئے، جنم بدلنا یا لینا، جائز نہیں رکھتا۔ عقل صحیح بھی یہی کہتی ہے (یعنی ایک روح کا متعدد قالیوں میں بتکرار آنا)  
قرآن روح کو خدا نہیں مانتا، قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّی، خلق اور عالم امر کہتا ہے  
قرآن خدا کا کسی شے میں حلول کرنا یا اتر آنا نہیں مانتا  
قرآن بغیر خدا کے بھیجے ہوئے نبی و رسول کے اور کسی کی ہدایت بغیر علم حق کے نہیں مانتا۔

قرآن خواہ وہ مہاتما ہوں یا پرش، بزرگ ہوں یا مہا پرش، ان کو بجز تسلیم نبوت ناجی نہیں مانتا۔

قرآن رام یا رحیم، زید یا پھمن، حتیٰ کہ کوئی نبی و رسول و اولو العزم ہی کیوں نہ ہو

خدا یا خدا کا مصداق نہیں بتاتا۔

قرآن 'متضاد باتیں نہیں بتاتا۔

قرآن 'اچھے اور برے کا امتیاز اس کے حدود و شخصیت ہی میں بتا کر اسی امتیاز کے ساتھ مخلوق ہونے میں سب شے کو ایک ہی خالق کی مخلوق بتاتا ہے۔

گیتا کے پاس سارے وید اور ان کی ہدایتیں قابل تسلیم ہیں، نہ قابل تعمیل۔ گیتا وید کے ان علوم اور قوانین کو ایک پہیلی سے تعبیر کرتا ہے، یعنی (ایک معمہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا)۔ رہی گیتا اس میں مراقبات اور رہبانیت اور ترک ملائق اور اسی قسم کی چند باتوں کو سوادِ دیگر تو حید کی 'رسالتی' 'اُخروی' 'فطری' معاشرتی 'ہدایاتِ دین سے خالی ہے اور ظاہر ہے کہ ان خوبیوں سے اسلام و قرآن ہی مکمل ہے۔

### بعد قرآن و رسالتِ جہان

دیگر مذہبی کتابیں گرنتھ صاحب (تصنیف گرو نانک صاحب) گیتان جلی جس کے مصنف یگور آنجھانی ہیں، کبیر داس صاحب کے اشعار اور دوہوں کا مجموعہ اور اسی طرح بعض بعض بزرگوں کی تصنیفات ہیں، یہ سب اسلام کے بعد کی اور بہت بعد کی تصنیفات ہیں اور ان لوگوں نے اپنے آپ کو خود کسی مذہبی حیثیت کے پرافت یا نبی ہونے کی نوعیت سے پیش بھی نہیں کیا۔ ان میں سے بعض گیانی اور گیان کو بھی اپنے جذباتِ قلبی اور جذباتِ مستی و کیف میں باندھا ہے، خواہ وہ کسی کتابی حیثیت سے شائع ہوئے ہوں یا اہل عقیدت کے ذوقِ طبع سے اس کا شمار کتبِ آسمانی وغیرہ جو کسی مذہب الہی کے اعتبار سے ہو، ہو نہیں

سکتا اور ان کے اقوال یا مضامین بہ حیثیت مذہبیت مسلم نہیں ہو سکتے۔ گرونانک صاحب کبیر داس صاحب کے آخری زمانے میں ظاہر ہوئے۔

## گرونانک

”سکھ مذہب کے چلانے والے گرونانک کبیر داس صاحب ہی کے آخری دنوں میں ہوئے کبیر اور دادوہی کی طرح گرونانک کے چیلوں میں بھی ہندو اور مسلمان (کم فہم) دونوں شامل ہیں۔ گرونانک خود کبیر صاحب کے بہت بڑے پریمی تھے۔ سکھوں کی مذہبی کتاب آرمی گرنٹھ میں سکھ گرووں کے بانی کے ساتھ ساتھ کبیر صاحب اور کئی دوسرے دوسرے مسلمان سنتوں اور فقیروں کی بانی بھری ہوئی ہے۔ سکھ مذہب جس طرح شروع ہوا وہ ہندو مسلمان کے میل کا مذہب تھا۔ گروار جن کو جب امر تر کے گردوارے کی نیور کھنے کیلئے کسی ایثور بھگت کی ضرورت ہوئی تو انہوں نے مشہور مسلمان فقیر سائیں میاں میر کو اس کام کیلئے چنا گردوارے کی نیو سائیں میاں میر کو اس کام کیلئے چنا۔ گردوارے کی نیو سائیں میاں میر ہی کے ہاتھ کی رکھی ہوئی ہے“ (گیتا اور قرآن صفحہ ۷۸)

علاوہ ازیں بعض وقت صوفی جذبات روحیہ کی وجہ سے اعتبارات کثرت و حقائق عالم کو مستی میں نظر انداز کر دیتا ہے اور عالم جذبات کو اشغال کی حیثیت سے مشہود نظر و مرکوز خاطر رکھتا ہے۔ لیکن جب وہ اپنی ہوشیاری کے عالم میں قلمبند کر جاتا ہے تو اس کی گردش قلم میں لغزش ہو جاتی ہے کیوں کہ اپنے جذبات و مشاہدات روحی پر اس کا اعتماد ہوتا ہے اسی لئے قوانین مذہب کی

پابندی اس کے خیال میں باقی نہیں رہتی، اس لئے اس کا بھی ایک لغزشی مذہب ہو جاتا ہے (باعتبار جماعت و فرقہ) اور لوگ اس کو اپنی کم فہمی و غلط خیالی سے بے سمجھے کسی کو مہدی آخر الزماں سمجھتے ہیں۔ کسی کو بانی مذہب، مثل نبی، کسی کو کچھ کسی کو کچھ، لیکن وہ مذہب ہو سکتا ہے نہ مذہب الہی و ملت آسمانی کا درجہ رکھتا ہے۔ لہذا مذہب کے اس امتیاز خصوصی کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ ورنہ بے دینی ہو جائے گی۔ اسی طرح اہل اسلام کے وابستگان دامن محمدیہ جنہوں نے بڑی بڑی کتابیں حقائق میں معارف میں، رموز میں، مکاشفات میں، مشاہدات میں، بصیرت میں، تشریحات امور شریعت میں، تفاسیر میں اور امور دین کے تفصیلات میں لکھی ہیں۔ اگر یہ اسلام کے قانون مکمل یعنی قرآن اور احادیث صحیحہ کے اعتبار سے اجراء نبوت سمجھتے (نعوذ باللہ) تو ان میں کا ہر ایک ہر زمانہ میں ایک نبی زمانہ سمجھا جاتا، لیکن تحت مذہب ان میں کا ایک ایک امام زمانہ، ہادی زمانہ، مصلح جہاں، سمجھے جانے کے قابل ہے اور ایسا سمجھا بھی جاتا ہے اور یہ اسی رسول جہاں کے فیض کا اثر ہے اور ان کے قوانین کا فیضان۔ اسی لئے سارے جہاں کو قرآن ہی کے دامن فیض اثر میں رہنے کی ضرورت ہے، علاوہ ازیں، قرآن مجید کی ادنیٰ خصوصیت یہ ہے کہ اگر نازل شدہ کتب سماوی، باہلہ، اصلی حالت میں جوں کے توں بھی ہوتے تو مضامین قرآن کے فطری و حقیقی اعتبار کے مقابلہ میں جزئیات ہی ہوتے کیوں کہ مضامین قرآن ہی کلیات و جزئیات و تفصیل کے حامل ہیں اور اب جب کہ موجودہ ترمیم اور ریوائر شدہ کتابیں ہی رہ گئی ہیں تو ایسی صورت میں ساری دنیا کیلئے فطرت اور حقیقت کے اعتبار سے اسی قرآن کی

طرف جوام الکتاب ہے رجوع ہونا اور اسلام لانا چاہئے اور ویسے تو کوئی ظاہر کوئی باطن رجوع بھی ہوتے رہتے ہیں۔ شیخ محبت اللہ الہ آبادی اور داراشکوہ کا جو مطلب گیتا میں لکھا گیا ہے کہ یہ لوگ صوفی منش سب معبودوں کو ایک ہی اللہ سمجھتے ہیں وغیرہ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ان کا یہ خیال ہو بھی تو غیر صحیح ہے اس لئے کہ جو تصوف خلاف اصول قرآن ہو وہ غیر صحیح اور غلط اور کئی اصول ایسے ہیں کہ غیر تحقیق بھی ہیں اور بعض نے کلمہ طیبہ کے صحیح اعتبار میں وہم توحید سے غلطی بھی کھائی ہے اسلام کی یہی تو بڑی خصوصیت ہے کہ صوفیاء خواہ وہ متقدمین میں سے ہوں یا متاخرین سے یا ان کے سوا اور کوئی بھی۔ علماء ہوں یا امام مجتہد ہوں یا محدث یا فقیہ، اصل دین یا دعوتی اعتبار میں کوئی غلط تعبیر لے نہیں سکتا اور اگر لے لے تو قابل تسلیم نہیں۔ البتہ فروعات اور کمالات دین کے اعتبار میں کوئی مناسب تعبیر جو مخالف کتاب و سنت نہ ہو لے سکتا ہے۔ براین بناء ان کے یہ اعتبارات قابل سند ہیں نہ لایق توثیق۔

## خصوصیات اسلام

جو حضور انور ﷺ نے صاف و صراحتاً جامعیت سے دیئے۔ ایک تو شریعت ظاہری کا اعتبار ہے جو عقائد اور احکام سے متعلق ہے بہ صورت تعلیمات قرآن، اس کی تسلیم و تصدیق و تعمیل سب پر فرض ہے۔ دوسرا اعتبار شریعت باطن جس کو طریقت، حقیقت و معرفت کہتے ہیں جو بصائر و بصیرۃ، نعمت باطنی و حکمت و رشد و اسرار سے متعلق ہے بہ صورت کمالات قرآن اسی کے مطابق عقائد کی تحقیق ہے، اسی کا فہم صحیح اسی کے رموز اسی کی حکمت اور اسی کو

تصوف کہتے ہیں (دیکھو نور النور) یوں نہیں کہ تعلیمات قرآن کی مخالفت ہو یا ان کا خلاف 'نعوذ باللہ۔ اگر ایسا ہو تو قابل تسلیم ہے نہ لائق تعمیل 'معارف' بصیرۃ' حقائق تعلیمات قرآن ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت ظاہری کے اعتبار عقائد و احکام سے کوئی مخلوق تسلیم لائق تعبد ہے۔ نہ لائق تعمیل 'باوجود اس کے مدارج خلق' علی قدر مراتب مسلم ہیں اور مقبولین، منتسبین حق، اللیق تعظیم و قابل تکریم، کیا محی الدین ابن عربی نے وحدت الوجود پیش نہیں کیا؟ قطعاً پیش کیا۔ لیکن خلاف اصول اسلام نہیں۔ پھر لوگوں نے اس وقت کیوں اس کا انکار کیا؟ لا علمی اور نافرمانی سے چنانچہ اس وقت بھی جنہوں نے سمجھا تسلیم کیا۔ اچھا تو مجدد صاحب نے کیوں انکار کیا؟ ان کو پہلے اقبال تھا اس وجہ سے کہ صرف تسلیم سے سمجھا تھا۔ پھر انکار کیا اس لئے کہ تحقیق مطابقت نہیں ہوئی تھی پھر تو جیہہ بدل کر صرف اصطلاح بدلی، مضمون نہ بدلا پھر اس کے محل تصحیح کو تحقیقاً جو ان کے ماضی الضمیر تھا بعد تو جہات کثیرہ اظہار فرمایا اور رجوع ہوئے۔

س : ہمیں تو خالی از تکلف نہیں معلوم ہوتا؟

ج : نہیں۔ یہ آپ کی عدم تحقیق ہے اور اٹکل (دیکھو نور النور)

## سب ادیان کا ایک ہونا

اس کا یہ مطلب ہے کہ جو دین من اللہ ہوتا ہے وہ اصولاً باعتبار نزول ایک ہی ہوتا ہے اور اس کا اصل اصول توحید یعنی خدائے واحد کی تسلیم و پرستش اور اسی کے ساتھ اس کے نبی و رسول کی تسلیم و تصدیق ہے۔ باقی اوامر و نواہی جس سے عمدہ اخلاق پیدا ہوتے ہیں اور جب کہ ان اصولی چیزوں میں رد و بدل، ملوث

اور خرابی ہو جاتی ہے تو اس کی اصلاح کیلئے دین آتا ہے اور نبی و رسول اسی وجہ سے ادیان کئی ہوئے اور رسول بھی، لہذا اس اعتبار سے دین اصولاً و نزولاً سب ٹھیک ہیں اور ایک کہیں تو درست ہے۔ لیکن بگڑی ہوئی حیثیت سے متبدلہ حالت میں انکا ایک ہونا ایک کہنا ظلم ہے اور غیر واقعی۔

دوسرے عادات عام طور پر دین ہر کسی خصوصی شخص کے رہبرانہ اعتبار اور افادہ رسانی کی وجہ اس کی قوم کا دین سمجھ لینا کسی اہل نفس کا خود کو من اللہ مدعی نبوت ٹھہرانا دین نہیں۔ مدت مدید کے بعد دین کے بگڑ جانے اعتبار تا زمانہ نبی و رسول جہان ہر کتاب کے اعتبار میں خود ثابت ہے۔ مثلاً توراۃ انجیل میں تو ”فارقلیط“ کے اعتبار سے ہے ہی۔ لیکن اس سے پہلے کی کتابیں ویدوں میں بھی خود ثابت ہے، صرف قرآن ہی ایسی کتاب ہے کہ اپنے آنے کے بعد کسی نئے دین و نبی کے آنے کو بند ٹھہراتی ہے۔ اس لئے کہ وہ دین اکمل اور نعمت اتم مکمل طور پر پیش کرتی ہے۔ یہ ایک بڑا راز ہے اور حقیقت اور صداقت، ورنہ ہر دین و مذہب کی کتاب اور نبی اپنی کتاب دینی کے بعد دوسری کتاب و نبوت کو بند ٹھہرا دیتا ہے۔ کسی اور دین و نبوت کو آنے والے نہیں ٹھہراتا۔ یہ اعتبار کہ چاروں ویدوں میں ان کا منزل من اللہ ہونا نہیں پایا جاتا اور نہ ان کا قرآن میں کوئی پتہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن میں اگرچہ بہ صراحت ان کا پتہ نہیں لیکن اس سے صراحت ہو جاتی ہے کہ بعض ایسے نبی و رسول بھی ہیں کہ جن کا ذکر ہم نے نہیں کیا اور جب یہ ہے تو ان کی کتاب بھی ہوگی اور ان کے حامل رسول بھی، یہ سوال کہ ویدوں نے کیوں اپنا الہی ہونا آسمانی ہونا نہ بتایا۔ ہمارے خیال



میں مدتِ مدید کی وجہ چونکہ پورے کے پورے اعتبارات جو کہ تنزیلی ہوں جو ان کے تو نہ رہے یا تو مٹ گئے یا اول بدل ہو گئے۔ یہی وجہ تو ہے کہ رسول ﷺ عالم تشریف لائے اور صحیح اعتبارات کی تصدیق (۱) 'بگاڑ کی اصلاح' (۲) 'بقیہ اور آئندہ کے اعتبارات کی تکمیل' (۳) تفصیلاً کر چھوڑی اور اس طرح فیضانِ نبوت کو جاری رکھ کر درجۂ نبوت بند فرمادی اور یہ بڑی نعمت ہے۔ غرض تحقیقات اور قرآنی اعتبارات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی معبود کی تسلیم اور اسی کی عبادت کی دعوت دی گئی تھی جس کو انبیائے سابق کی امتیں بھلاتی رہیں۔ جیسا کہ اس میں ہم نے ذکر کیا ہے) اور جب کہ ساری امتیں اسی الہ ہونے کے اعتبار کو سارے جہان میں بھلا چکیں اور مخلوق کو الہ و رب بنالیا تو اللہ تعالیٰ نے محمد رسول ﷺ کو رسولِ جہان اور رحمتِ کائنات کی حیثیت سے عرب میں ظاہر فرمایا۔

نبیوں کے آنے کے متعلق علاوہ توریت و انجیل وغیرہ کے گیتا کا بیان گیتا سب ہندوؤں میں تمام ویدوں کا خلاصہ اور نچوڑ سمجھی جاتی ہے اس سلسلہ میں لکھا ہے۔

”جب جب دنیا کے لوگ اس سچے دہرم کو بھول کر غلط چیزوں کو دہرم سمجھنے لگتے ہیں اور اصلی دہرم سے پھر جاتے ہیں تب تب وہ بڑی بڑی آتمائیں (روحیں) جنم لیتی ہیں جو دنیا کو پھر سے دہرم کا راستہ بتاتی ہیں“ (گیتا اور قرآن چوتھا وودھیائے

## رسالت محمدیہ ﷺ پر ایمان کی ضرورت

ہمارے اصول دین سے اگرچہ گیتا اور ویدوں کا منزعل من اللہ ہونا تعارفاً نہیں بتایا گیا ہے پھر بھی ہم ان کی اچھی باتوں کو جو قرآن سے مصدق ہوں تو اچھی مان سکتے ہیں لہذا اس چوتھے ادھیا کے بیان سے بھی بگاڑ کے موقع پر بڑی بڑی آتماؤں کا آنا ضروری ہے تو ایسے بگاڑ کے موقع پر جب کہ عرب ہی نہیں سارا جہان بت پرستیوں اور دیوتاؤں کی پوجاؤں، طرح طرح کی بد اعمالیوں میں مبتلا تھا۔ سارے جہان کے پیغمبر کے آنے کی ضرورت داعی ہوئی۔ لہذا جو لوگ کہ ان اصولوں کو ماننے والے ہیں ان کو بھی اسی رسالت محمدیہ ﷺ پر ایمان لانے کی ضرورت داعی ہوتی ہے اور اسی طرح تاوقت یہ کہ کوئی ایسی کتاب مکمل یا نبی، رسول، جگ اوتار نہ آئے نہ ایتوں کا جاری رہنا بند نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی کتاب کا جامع یعنی 'مصدق'، مکمل ہونا ضروری ہے اور وہ اس اعتبارات سے اپنے آپ کو پیش کر کے نبوت یا کسی ہدایت کو جو نبوت یا رسالت کی حیثیت سے ہو بند کر دے تو یہ اس کی حقانیت اور صداقت کی دلیل ہے اور دنیا کیلئے رحمت کاملہ، اس لئے کہ جو اعتبارات ہدایت فطرنا و اعتقاد ضرورتاً عالمگیر حیثیت سے ہر زمانہ کیلئے ظاہر ہو جائیں اور مسلم و مکمل، تو مقصد نبوت کا پورا ہو جاتا ہے۔ قرآن الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضَيْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا آج کے دن کامل ترک کیا تمہارے لئے دین تمہارا اور تمام ترکی نعمت اپنی تمہارے لئے اور راضی ہوا تمہارے دین اسلام سے (پ ۶، مائدہ ۱۷)

س : قرآن اگر اس کا دعویٰ ہے تو اس کے اس تکمیل کے اعتبارات کا کیا

ثبوت؟ اور بدایتوں کے بند کر دینے اور اپنے ہی پر ایمان لانے کی قید پر کیا دلیل؟

ج : اس کا کھلا ثبوت اس کا تفصیلی علم اور قانون ہے باعتبار دنیا (۱) باعتبار دین (۲) باعتبار قرب (۳) آفتاب آمد ولیل آفتاب۔ اب اس بات پر ہم یہاں ڈاکٹر سر رادھا کرشنن صاحب کا ایک مضمون نقل کئے دیتے ہیں (گفتہ آیدور حدیث دیگران)

## اسلام کے اصلاحات مذاہب میں

اسلام کے اثرات سے مذہبی اصلاحات کی تحریکیں ”ہندومت نے اسلام کے تجربہ سے پورا فائدہ حاصل نہیں کیا۔ یہ قطعاً سچ ہے کہ اصلاحی تحریکات جیسے چھینا بکیر اور نانک اسلام کی روح سے زیادہ متاثر ہیں“

اسلام کے بعد ہندوستان میں توحیدی مسائل پر زور اسلام کے ہندوستان میں پھیلنے کے بعد ہندومت کے توحیدی عناصر پر خاص طور پر زیادہ زور دیا جانے لگا۔ باوجود اس کے ہندو دھرم کیلئے آسانی سے اور بہت زیادہ سیکھنا ممکن تھا۔ دوسرے مذاہب سے لائے اور جہل نا انصافی اور غلطی کی بنیاد ہے۔ افسوس ہے کہ چند ناشائستہ مسلمانوں کی نازیبا حرکات سے ہندوؤں نے اسلامی مقاصد کی طرف سے آنکھیں بند کر لیں جس طرح ہندومت کے ہمدردانہ مطالعہ سے اسلام بہت کچھ سیکھ سکتا ہے“ (اسلام صاف طور پر یہ حکم دیتا ہے کہ پچھلے سارے انبیاء کی بنیادی تعلیمات پر ایمان لانا ضروری ہے اور قرآن میں ان سب کے حقیقی توحیدی

عناصر اصلی حالت میں محفوظ کر دیئے گئے ہیں۔ ان کے بغیر آدمی مسلم ہی نہیں بننا مترجم)

”اسی طرح ہندو دھرم کو اسلام سے بہت کچھ سیکھنا ہے“ (جس طرح اسلام سارے نبیوں اور ان کی کتابوں پر ایمان لانا ضروری اور شرط ایمان قرار دیتا ہے۔ اسی طرح دوسرے مذاہب کے لوگ، رسول اسلام اور قرآن پر ایمان لانا ضروری قرار دیں تو ساری انسانیت، وحدت اور ترقی کی منزلیں بہت جلد عملی طور پر طے کر لے گی۔ مترجم)

اسلامی توحید نقائص کو دور کرتی ہے اور عبادت کی روح اور طریقوں کی اصلاح ”یہ ایک بات اور اصول تو ہندو دھرم کو اسلام سے سیکھنا چاہئے کہ بڑی شدت و قوت سے خدا کے بارے میں نامکمل (۲) اور ناقص تصورات کو روانہ رکھا جائے اور عبادت کے بھونڈے طریقوں کو ترک کر دیا جائے“

کلمہ توحید کے عملی اثرات انسانی مساوات و اخوت: اسلام سے ہمیں اپنے اجتماعی اداروں کو جمہوری بنانا بھی سیکھنا ضروری اور لازم ہے اس کے لئے ہمیں الجھے ہوئے عقیدے مبہم غیر واضح تعصب کے نظریئے چھوڑنا اور ظالمانہ اداروں سے تعلق توڑنا ضروری ہے جس کے دباؤ سے انسان کے روح واقعی طور پر پامال ہو رہی ہے۔“

(دی ہارٹ آف ہندوستان۔ مقالہ اسلام اور ہندوستانی فلسفہ صفحہ ۸۶، ۸۷، ۸۸)  
مصنف ڈاکٹر سر رادھا کرشن سفیر ہندوستان برائے روس شائع کردہ جی۔ اے  
نیمان اینڈ کو مدراس تیسرے ایڈیشن ستمبر ۱۹۳۶ء)

ہندوستان کے نامور فلسفی اور ہندو فلسفہ ودھرم کے بلند پایہ محقق کے مندرجہ بالا اقتباس سے ہمارے لکھے ہوئے تینوں اصول کی توثیق اور تصدیق ہوتی ہے کہ

**تصدیق :** (۱) اسلام دوسرے مذاہب کی سچائیوں کی تصدیق کرتا ہے۔

**تصحیح :** (۲) الوہیت کی توحید میں لوگوں کے پید کئے ہوئے خرابیوں کی اصلاح کیلئے اسلام کی روشنی لازمی ہے۔

**تکمیل :** (۳) اسلام نقائص کو دور کر کے ذاتی اور صفاتی توحید کی تکمیل کرتا ہے اور سب کو ان مقاصد کیلئے اسلام و رسول اسلام کی احتیاج ہے برے تعصب محقق اسی نتیجہ پر پہنچے گا۔

## تصدیق کلمہ کے فائدے

اچھا تو اس تعلیم و تصدیق سے خلق کیلئے فائدہ کیا ہے؟

**جھوٹ سے نجات :** فائدہ یہ ہے کہ اول تو جھوٹ سے بچے

**حقیقی اور کامل آزادی :** دوسرے اپنے نفس کو سارے جہان کی

غلامی اور بندگی سے آزاد کر دیا۔ کائنات کی بڑائی اس کے لئے بیکار اور مردہ

ہو گئی۔ اس لئے کہ جو کائنات کا خالق ہے وہی اس کا بھی خالق ہے۔ جہان کی

بڑائیاں اسی کی پیدا کردہ ہیں اور اب وہی اس کا معبود و حاجت روا ہو گیا اور وہی اس

کا رب اور کار ساز پالنے والا ہو گیا ہے۔ اگرچہ اس تسلیم کے پہلے بھی تھا لیکن یہ

غلط فہمی اور دھوکے میں مخلوق کا بندہ بن گیا تھا۔ اب اللہ نے ان کی بندگی سے

نکالا۔ ذرا غور تو کرو کہ انسان کی سر تاپا، نوٹ جسمی، قلبی، روحی، میں کسی کارتی

برابر بھی دخل ہے؟

کیا اس کا ایک موئے جسم بھی کوئی بنا سکتا ہے؟ بڑی بڑی چیزیں تو کیا بنا سکتا ایک عضو بدن کا بدل سارا جہاں بھی ٹھہرائے تو کوئی نہیں بنا سکتا۔ پھر خارج میں آفاق پر نظر ڈالیے تو کوئی مجھڑ تو کیا اس کا ایک پر بھی بنا سکتا ہے؟ جب ایسا نہیں کر سکتا، پر نہیں کر سکتا، تو کس غلط نظری میں پڑا ہوا ہے۔ اشیائے مخلوقہ کو الہ بنا بیٹھا تھا۔ کس پستی میں گرا ہوا خودی اور خودداری کو ٹھو کریں کھلا رہا تھا۔ محض نادانی اور جہل کی وجہ سے غیر اللہ کو الہ بنا کر رب بنا کر سرگشتہ ضلالت تھا۔ اللہ کی اور الوہیت کی چیزوں کو جو عالم کی تخلیق کیلئے دی گئی ہیں، یاد دیجاتی ہیں، خلق کی ٹھہرا دیا اسکی شرکت اور حصہ داری سمجھ بیٹھا تھا۔

معلم کلمہ کے احسانات: صدقے اس لا الہ کے دینے والے کے، قربان اس لا الہ لا الہ کے بھجوانے والے کے ذرا سی بات میں کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ کیا سے کیا بنا دیا!

باطل کو کاٹنے والی تلوار: اب لا الہ الا اللہ کا ماننے والا، محسن عالم، محمد رسول اللہ کی زبان سے لا کی عالم گیر اور ہمہ گیر تلوار لے کر سارے جہاں کو مخلوق تسلیم کرتا ہوا اس غلط اعتبار کو کاٹ کر پھینک دیتا ہے، جو حقیقی نہ تھا، یعنی جہان اور جہان کی چیزیں جو کہ الہ یعنی قابل پرستش ہو گئی تھیں، معبود بن گئی تھیں، رب بن گئی تھی، موصوف بن گئی تھیں یا آپ ہی موجود سمجھی گئی تھیں، ان کو ایک ہی دار میں فنا کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔ اور ایسا کرنے سے نہ کسی چیز کا خون گرتا ہے، نہ مال ضائع ہوتا ہے، نہ کوئی ضرر ہوتا ہے نہ نقصان۔ باوجود اسکے سارا جہاں جوں کا توں، رہ کر اس بہادر کاٹنے والے اللہ تعالیٰ کے سپاہی (یعنی

مسلم) کی نظر میں مثل مردہ کے ہو جاتا ہے۔ اس تحقیق کے بعد اب اسکی نظر و مشاہدہ میں کوئی قابل پرستش نہیں رہا۔ یعنی اب یہ کسی کو خالق سمجھتا ہے نہ صانع، مالک حقیقی سمجھتا ہے نہ رازق، حاجت روا سمجھتا ہے نہ کارساز، رب سمجھتا ہے نہ پروردگار، قوت والا سمجھتا ہے نہ محض مختار، حاکم مطلق سمجھتا ہے نہ مستعان، نافع سمجھتا ہے نہ ضار، علی الترتیب شئی ناقص کو کامل کرنے والا سمجھتا ہے نہ ہر آن معاون۔ محی سمجھتا ہے نہ ممیت، قائم بخود سمجھتا ہے نہ موجود بالذات۔ ذی حیات بھی کسی کو دیکھتا ہے تو سمجھتا ہے محتاج حیات۔ ذی علم بھی کسی کو دیکھتا ہے تو سمجھتا ہے محتاج علم، ذی ارادہ بھی کسی کو دیکھتا ہے تو سمجھتا ہے مضطر و محتاج ارادہ، ذی قوت بھی کسی کو دیکھتا ہے تو سمجھتا ہے مجبور و محتاج قوت، ذی سماعت بھی کسی کو دیکھتا ہے تو سمجھتا ہے بہرہ اے محتاج سماعت، ذی بصارت بھی کسی کو دیکھتا ہے تو سمجھتا ہے اندھا ہے محتاج بصارت، بولتا ہوا بھی کسی کو دیکھتا ہے تو سمجھتا ہے گونگا ہے محتاج کلام، موجود سمجھتا ہے نہ قائم، موجود کسی کو دیکھتا بھی ہے تو ہر آن اسکی فنائیت پیش نظر، قائم کسی کو سمجھتا بھی ہے تو اسکی عدمیت زیر نگاہ، اب اسکی نظر میں سارے عالم کا گھروندہ بیچ ہے اور نیستی اور جدھر دیکھو (دیدہ دل سے بصیرت سے) ادھر کمال الوہیت ہی کا جلوہ ہے۔ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ یا یوں کہئے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی احاطت الوہیت سے ہی نمائش عالم ہے۔ اور اسکا آئینہ محمد رسول اللہ ہیں جو کہ مرکز ذاتِ خلق ہیں۔ اسی آئینہ سے نمائش کا تماشا نظر آسکتا ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ محمد رسول اللہ“

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا

عُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أَكْلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا وَبَضْرِبُ اللَّهِ الْأَمْثَالَ،  
 لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ کیا نہیں دیکھا آپ نے کیسی مثال دی اللہ نے کلمہ  
 طیبہ کی جیسے پاکیزہ درخت، جسکی جڑ مضبوط ہے اور اسکی ڈالیاں آسمان میں دیتا  
 ہے اپنا پھل ہر آن اپنے رب کے حکم سے اور دیتا ہے مثالیں اللہ تاکہ لوگ  
 نصیحت لیں“ (پ ۱۱۳ ابراہیم ع ۴)

## ”اب ذرا تفصیل اصول دین اسلام بھی دیکھئے“

اصول دین اسلام: اسکے اصول پانچ ہیں۔ اسلام ایمان۔ احسان۔ تقویٰ۔ توحید۔

**اسلام:** کلمہ پڑھنا، نماز ادا کرنا، روزہ ( رمضان کے ) رکھنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا  
**ایمان:** اسکے دو رکن سات صفات ہیں، رکن اول: زبان سے اقرار کرنا۔ رکن  
 دوم: دل سے سچ جانا۔ سات صفات، اللہ تعالیٰ فرشتوں، کتابوں، رسولوں،  
 قیامت، مر کر پھر اٹھنے اور خیر و شر کا خالق اللہ ہی ہے، جاننے پر ایمان لانا، خیر سے  
 اللہ راضی شر سے ناراض

اسلام اور ایمان میں کوئی ایسا امتیاز نہیں، صرف یہ کہ اسلام کلمہ طیبہ کے ساتھ  
 نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کا بھی تسلیم و اقرار کرنا اور عمل پیرا ہونا ہے۔  
 اللہ پر ایمان لانے کا کچھ تو بیان لکھا ہی گیا ہے اور کچھ اور بھی عندالموقع لکھا  
 جائیگا۔

۲۔ فرشتوں پر ایمان: فرشتوں پر یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق اور معصوم  
 اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے بہت سے کاموں میں (ہماری نگاہ سے اوجھل رکھ کر)



ان کو لگا رکھا ہے۔

۳۔ کتابوں پر: یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں پر اپنی جانب سے علم بذریعہ وحی بھیج کر کتابی صورتوں میں دیا ہے۔

وحی: ایک خاص صورت سے نبی و رسول ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے علم دینے کو کہتے ہیں۔ ان کتابوں میں جنکا ذکر قرآن میں آیا ہے۔ صحائف، توراۃ، زبور، انجیل اور قرآن۔ صحائف سیدنا ابراہیم علیہ السلام توراۃ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام۔ زبور حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام۔ انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اتری ہیں۔ اور قرآن حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر۔ لیکن ان کتابوں پر اس حد تک صرف ایمان لانا ہے کہ وہ خدائے تعالیٰ کی جانب سے اتری تھیں۔ چونکہ اب جیسی اتری تھیں ویسی باقی نہیں رہیں۔ اسمیں قوم نے ترمیمیں کیں۔ ریوایز کیے۔ قرآن ساری کتابوں کا بدل ہے۔ اس لئے قرآن کی ضرورت ہوئی کہ اس کا آنا حقیقت میں ساری کتابوں کا صحیح طور پر اکٹھا رہنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سب کتابیں موجودہ صورت میں قابل تعمیل اور بحالت موجودہ قابل تصدیق نہیں۔

۴۔ رسولوں کا ماننا یا ان پر ایمان لانا: اسکا یہ مطلب ہے کہ نبی رسول اور اولو العزم رسول آئے تھے اور پیام حق لائے تھے۔ لیکن وہ اپنے اپنے زمانہ میں اپنے اپنے ملک اپنی اپنی قوم کے حد تک نبی و رسول تھے اور انکے پیغام رسالت بھی اس اس زمانہ تک وہیں تک محدود تھے علاوہ ازیں ان کے پیغام رسالت بھی بوجہ تبدیل قابل تسلیم و تعمیل نہیں رہے۔ لہذا اب وہ واجب التعظیم و واجب التسلیم ہیں۔ ان میں بھی جسکے نام نہیں بتائے گئے ان کے سوا ہیں۔

مراتب نبوت و رسالت جہاں: محمد رسول اللہ ﷺ آپ عالم کے کونین کے 'کائنات کے رسول ہیں۔ نبوت کے چار مراتب ہیں۔ نبوت، رسالت، اولوالعزمی، رسالت جہاں، نبوت، اس میں صرف نبی کو خبریں من اللہ ملا کرتی ہیں اور ہدایات۔ رسول، صاحب کتاب ہوتے ہیں۔ اولوالعزم، قوم کے بگڑ جانے۔ توحید اور اعمال میں خرابیاں ہو جانے کی وجہ سے بھیجے جاتے ہیں۔ اور رسول جہاں سارے عالم کے بگڑ جانے پر بھیجا جاتا ہے۔ اور یہ ایک ہی ہوتا ہے۔ رسول کافۃً للناس اور یہ نذیر کائنات بھی ہوتا ہے۔ رحمت عالمیاں بھی۔ یہ بہ ہمہ خوبی کائنات میں بے نظیر ہوتا ہے۔ جیسے مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے لکھا ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ خالق کل ہونے کے اعتبار سے لا شریک ہیں ویسے ساری خلق میں محمد رسول اللہ ﷺ خلق ہونے کے لحاظ سے لا شریک ہیں۔

۵۔ قیامت یا یوم آخرت پر ایمان لانا: یہ ہے کہ اس دنیا کو ایک دن بالکلیہ ختم کر دیا جائیگا۔

۶۔ مرکر جی اٹھنا: اسی طرح پھر اس کو جلد اٹھایا جائے گا اور وہاں اس عالم میں جو جو شخص جو جو کچھ عمل کیا تھا اسکو پوری پوری جزایا سزا دی جائیگی اور اپنے اپنے اعمال کا بدلہ پائیگا۔ اس روز وہ جو ایمان اور اعمال صالحہ کا جو وزن رکھتا ہوگا اپنے ایمان اور اعمال صالحہ کے اعتبار سے نجات اور مدارج پائیگا۔ کوئی صالح ہوگا کوئی شہید، کوئی صدیق ہوگا، کوئی مقرب، پھر ان میں بھی باہم مدارج ہوں گے۔ ان کا ٹھکانہ ہوگا جنت اقسام جنت،

کفر اور اسکے مدارج: اسی طرح جو ایمان اور اعمال صالحہ نہ رکھتے ہونگے۔ کافر ہونگے، مشرک و مرتد ہونگے، یا منافق، ان سب کا ٹھکانہ ہوگا جہنم۔ پھر ان میں بھی باہم مدارج جہنم ہونگے، جیسے جیسے یہاں ان کی شرارتیں، کفریات، واقسام شرک وغیرہ ہونگے ویسے ویسے وہ جہنم کا ایندھن بنے گے۔ نعوذ باللہ

۷۔ اعمال خیر و شر: اسکا خالق تو اللہ ہی ہے، لیکن جس جس کا ان اعمال پر عمل اور کسب ہو گا وہ وہ اس کا جواب دار ہوگا۔ خیر ہو تو جزا پائے گا۔ شر ہو تو سزا۔

۸۔ کیا قرآنی اعتبار سے اصل کتاب اور دیگر ادیان والے جنکا ذکر قرآن میں نہیں لیکن وہ اپنی دین قدیم اور پرانا سمجھتے ہوئے کتاب اور شاستر وغیرہ رکھتے ہیں ان کو اپنے دین و شاستر اور اپنے رہبروں اور انبیاءوں اور کتابوں کو مانتے ہوئے صرف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا ماننا مفید اور نجات کا باعث ہوگا۔

ج: قرآنی اعتبار سے تو نہیں، کیونکہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا ماننا تو اسی وقت صحیح سمجھا جائے گا جبکہ محمد رسول اللہ کو رسول سمجھا جائے۔ اس لئے کہ رسول ہی نے اسکو تحفۃ یاد عودہ پیش فرمایا ہے۔ پیش کرنے والے کا انکار انکی دعوت کا انکار۔ بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کو کسی نے بہترین خلق بھی سمجھا، لیکن رسول نہ مانا تو بھی اسکے لئے نجات نہیں۔ وَمَنْ لَمْ يُوْثِقْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ الْخ (پ ۲۶ فتح ع ۲) لیکن مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ (پ ۲ بقرہ ع ۲۱) سے بعض لوگ تو یہی سمجھتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ تو کیا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پر بھی ایمان لانا ضروری نہیں۔ یہ بڑی غلطی ہے۔ ایسے لوگ اپنے اس خیال سے خود بچیں اور دوسروں کو بھی غلط فہمی سے بچائیں۔ اگر مسلمان ہوں تو ذمہ داری ہے اور اگر غیر مسلم بھی ہوں تو ان کو

بھی دعوتی چیز پر غور کرنا چاہئے، ورنہ قرآن اور اسکے رسول کی ضرورت ہی کیا تھی۔ رہا یہ کہ اسی قرآن کی بعض آیتوں یا انکے فہم کو مفید مطلب سمجھنا، اسکی دوسری آیتیں یا اسکے فہم صحیح کو ترک کر دینا ظلم ہے، بے انصافی ہے اور نفس کو دھوکہ میں رکھنا۔

## رسول جہاں

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا. (پ ۹ الاعراف ع ۲۰)

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَلَامًا لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا. (پ ۲۲ سباء ع ۳)

لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا (پ ۱۸ الفرقان ع ۱)

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ. (پ ۱۷ الانبياء ع ۷)

اور ذرا اس واقعہ کو نہ دیکھو کہ حضرت فاروق اعظمؓ جبکہ ایک مرتبہ حضور انور ﷺ کے سامنے تو ررات دیکھ رہے تھے، حضرت صدیق اکبرؓ نے اشارہ سے منع فرمایا اور اور کیا عمر یہ کیا کر رہے ہو؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ یہ تو رات ہے یعنی کتاب (مرسلہ الہیہ) ہے، مطلب یہ ہے یہ ایمان لائی ہوئی کتاب ہے، اور خدا کی بھیجی ہوئی کتابوں میں سے۔ اتنے میں حضور انور ﷺ نے دیکھ لیا اور فرمایا۔ ”وَلَوْ كُنَّا مُؤْمِنِينَ حَيًّا لَمَّا وَبِعْنَاكَ إِلَّا تَبَاعًا“

اگر مومن خود بھی زندہ ہوتے تو انکو بھی بغیر میری پیروی کے چارہ نہ تھا۔ یعنی ان کو خود میری اتباع کرنی پڑتی، کیونکہ اصلی نہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ نجات آخرت کے لئے اب بجز لا الہ الا اللہ و مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہ اور قرآن کلام اللہ کے کسی اور کتاب یا نبی پر ایمان لانا کافی نہیں۔ اور ایمان کی تصحیح اور تکمیل کے

لئے مفید نہیں۔

س۔ کیا اسلام میں بعد اس کتاب قرآن اور محمدؐ رسول اللہ کے کوئی اور کتاب قابل تعمیل نہیں؟ اچھا تو کیا وہ مہاتما ورثی، یوگی، بزرگ، پادری، وغیرہ جو نیک اور اپنی مرضی سے قوم کے لئے بہت سے مفید کام کرتے ہیں اور خدا کی اس سچائی کو جان بوجھ کر ٹھکراتے ہیں۔ انہیں بھی دین اسلام کے بغیر نجات نہیں؟

ج۔ اصول دین و اسلام سے تو نہیں۔

س۔ کیا دین اسلام میں اب کوئی نیا پیغمبر نہیں آئیگا؟

ج۔ نہیں۔ اس لئے کہ کتاب ہدایت جو کہ قرآن ہے مکمل ہے اور غیر متغیر، اور ہر زمانہ کے لئے بہترین رہبر اور اسکے سمجھنے والے، سمجھانے والے، اس پر عمل کرنے والے، کروانے والے تا قیامت رہینگے۔ اور اسکی ہدایتیں بھی تا قیامت مکمل رہیں گی، اسلئے کوئی کتاب یا وحی یا پیغمبر کی ضرورت نہیں۔

س۔ اگر کوئی نبوت کا مدعی ہو جائے تو؟

ج۔ اس کا دعویٰ غلط ہے اور ناقابل تسلیم اور اسکو اسکے نفس نے دھوکا دیا ہے۔ نفس نے تو ایسے کرشمے کئے ہیں اور کرتا رہتا ہے جیسے مسلمہ کذاب اور اسود غسی وغیرہ (جو کہ جھوٹے نبی تھے)

س۔ کیا قرآن کی تعلیمات معاشرتی اعتبار سے بھی ہمارے لئے مفید ہیں؟

ج۔ مفید کیوں نہیں؟

س۔ تو پھر ہماری یہ حالت کیوں ہے؟

ج۔ ہماری اپنی سرکشی اور غفلت والا پروائی اور بد اعمالی و بد اعتقادی کی شامت ہے،

جب تک ہم اچھے رہے، اچھے چلے، اچھے رہے۔ تو اب آئندہ؟ آئندہ بھی یہی ہوگا۔ اچھے چلیں گے، اچھا ہوگا۔ برے چلیں گے برا، خواہ اجتماعی اعتبار ہو یا انفرادی، تو کیا عام و سرسری طور کے مسلمان نجات بھی نہیں پائی گے؟ یہ کس نے کہا قطعاً نجات پائی گے۔ لیکن مدارج و فلاح و ارین تو ایمان و عمل کی جامعیت ہی پر موقوف ہے۔

## احسان

احسان کے معنی ہیں لغتاً..... کسی پر بوجھ رکھنا۔ تعریفاً نیکی کرنا۔ کسی کے لئے بھلائی کرنا۔ اصطلاح شرعی میں اس کا مفہوم ہے مشاہدہ و مراقبہ یہ ایک حدیث صحیح کا مضمون ہے۔ مشہور و متواتر، جسے حدیث احسان و حدیث جبریل بھی کہتے ہیں۔ اس حدیث کا درجہ بعد قرآن مجید، اہم ہے اسے ام الاحادیث بھی کہتے ہیں۔ جیسے قرآن کے اعتبار سے سورۃ فاتحہ ام القرآن ہے اور علمائے کرام اسی حدیث کو بنائے درویشی و تصوف کہتے ہیں۔

## اس کی تفصیل یہ ہے

ایک مسافر اعرابی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا جس پر کوئی آثار سفر نمایاں نہیں تھے۔ بعد سلام دوزانو ہو کر نزدیک بیٹھ گیا اور سوال شروع کیا مَا الْإِسْلَامَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اسلام کیا ہے یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا۔ کلمہ پڑھنا۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج۔ وہ یہ سکر صدقت یعنی آپ نے سچ فرمایا کہا۔ پھر دوسرا سوال کیا وَمَا الْإِيمَانُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ ایمان کیا ہے؟ آپ

منے فرمایا ان تو منوا باللہ یعنی اللہ پر ایمان لانا۔ ملائکہ (فرشتوں) کتابوں، رسولوں اور قیامت پر مرکزی اٹھنے اور خیر و شر کی قدر کے من اللہ ہونے پر ایمان لانا۔ چنانچہ وہ یہ سکر پھر کہا۔ سچ فرمایا آپ نے۔ تیسرا سوال وَمَا إِلَّا حَسَنًا يٰرَسُوْلَ اللّٰہِ۔ احسان کیا ہے یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّكَ تَرٰہُ وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرٰہُ فَاِنَّہٗ یَرٰکَ۔ ایسی عبادت کر اللہ کی گویا تو اس کو دیکھتا ہے۔ تو اس کو اگر نہیں دیکھ سکتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ یعنی پہلے تو تو ایسی عبادت کر کہ گویا اس کو دیکھ ہی رہا ہے۔ اگر ایسا نہ کر سکا تو ایسی صورت میں یہ سمجھ کر کر کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ چنانچہ پھر وہ یہ سکر کہا سچ فرمایا آپ نے یا رسول اللہ۔ اسکے بعد پھر پوچھا کہ قیامت کب ہے یا رسول اللہ۔ تو حضور صلعم نے جواب میں فرمایا اس کا علم اللہ ہی کو ہے۔ اس پر پوچھنے والا اور جواب دینے والا دونوں برابر ہیں۔ اس کے بعد پھر وہ اسی طرح کہا سچ فرمایا آپ نے۔ پھر وہ چلا گیا۔ حضور نے حاضرین میں سے کسی سے فرمایا کہ اس کو بلا لاؤ۔ جو نہی لوگ اس کو فوراً بلانے گئے۔ دیکھا تو ندارد۔ عرض کیا حضور وہ تو نہیں ہے۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ جبریل تھے۔ تمہیں دین سکھانے آئے تھے۔ اب یہاں سے دین کے سیکھنے کی اہمیت غور طلب ہے۔ یہ کہ تلاش دین کرنا اور اس کے سیکھنے کیلئے اگر سفر کی ضرورت ہو تو سفر کرنا جہاں سے سیکھنا ہو وہاں دوزانوں باادب بیٹھنا۔ متانت سے پوچھنا اور ساتھ ہی تصدیق کرنا۔ دین کو اتنا سیکھنا کہ دین والے اور اپنے پیدا کرنے والے کی عبادت میں مشاہدہ کا اعتبار پہلے رکھا جائے یعنی مانند دیکھنے کے کرے۔ مشاہدہ دیدہ دل دیکھنے کو کہتے ہیں۔ یعنی اتنا سمجھنا کہ بصیرت حاصل ہو۔

جو دیکھنے کی طرح ہو جائے اور اگر اتنی نہ ہو تو کم از کم اتنی تو ہو کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ مراقبہ کا اعتبار و توجہ دل میں پیدا ہو۔ اللہ اکبر کیا دین ہے اسلام اور کیسے رسول ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وہ سلم اور کیا احسان ہے ان کا سبحان اللہ و بحمد۔

تحقیق مشاہدہ و مراقبہ: اس مشاہدہ و مراقبہ کی تحصیل اور اس کی تحقیق کی ضرورت ہے۔ اسکو کلمہ طیبہ کے اعتبار سے تحقیق کرنا مشاہدہ ہے۔ اور بغیر تحقیق کے یا بغیر ارشاد مرشد عارف و محقق صاحب شریعت 'مشاہدہ' نہیں ہو سکتا ہے اور مرابطہ بھی بغیر اس کے ہو نہیں سکتا۔

س: اگر یہ کہا جائے کہ بعض مدعیان شریعت تو بیعت ہی کی ضرورت نہیں بتاتے؟  
ج: وہ صاحب شریعت نہیں اہل شر ہیں اور انوار شریعت سے محروم۔

س: وہ قرآن سے بیعت کرنے کو کہتے ہیں؟

ج: دیوانے ہیں چھوٹے دماغ کے، بے تحقیق "جب وہ قرآن سے بیعت کرو کہتے ہیں تو گویا ایک رہبری کرتے ہیں اور اس سے بے خبر کہ قرآن خود ہی بیعت لے لیگا۔ ان کو یہ خبر نہیں کہ قرآن تو رسول ہی سے ملا اور کسی نے آج تک قرآن سے بیعت نہیں کی، نہ خود صاحب قرآن رسول اللہ ہی نے قرآن سے کرائی۔ اور پھر خود رسول اللہ سے بیعت علاوہ صحابہ کے اب تک لاکھوں کروڑوں غنائے باللہ و اولیاء اللہ نے جو بیعت کی تو نعوذ باللہ ان پر کیا الزام آئے گا نتیجہ یہ ہو گا کہ انہیں حضرات منکرین پر اس کا وبال لوٹے گا۔



## (ضرورت شیخ) علامات شیخ کامل

(اقتباس الکشف والتصوف صفحہ ۶۸۔ از مولانا اشرف علی صاحب تھانوی)

”کار مرداں روشنی و گرمی است کار دوناں حیلہ و بے شرمی است“

روشنی سے مراد نور ایمان و عرفان، گرمی سے مراد گرمی عشق،

اس میں اشارہ ہے شیخ کامل کی پہچان کی طرف کہ ان کے یہ صفات ہیں (معرفت اور

عشق) اور جو کمینے یعنی جھوٹے ہیں ان کی عادت حیلہ اور بے حیائی ہے۔

ف: مولانا نے شیخ کامل کے علامات اجمالاً بیان فرمائے ہیں۔ راقم اس کی تفصیل

کرتا ہے۔

”جیسے مریض کو معالجہ کے لئے تندرست اور حاذق طبیب کی ضرورت ہے۔

ویسے ہی امراض باطنی کے علاج کے لئے ایسے شخص ضرورت کی حاجت ہے جو خود

بھی متقی و صالح ہو۔ مبتدع (یعنی علما و عقیدہ بدعت سیتہ کرنے والا) و فاسق نہ

ہو اور دوسروں کی بھی تکمیل کر سکے۔ کیونکہ اگر بدعتیہ و بد عمل ہے تو اولاً

اس پر یہ اطمینان نہیں کہ یہ خیر خواہی سے تعلیم کریگا وغیرہ۔ ثانیاً اس کی تعلیم

میں انوار برکات و تاثیر و امداد غیبی نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر متقی و صالح تو ہو مگر

تربیت باطنی کا طریقہ نہ جانتا ہو تو وہ بھی تعلیم کی رفع ضرورت نہیں کر سکتا

..... اسی طرح طبیب باطنی یعنی شیخ کے شیخ ہونے کی علامت یہ ہیں کہ کسی

کامل کی خدمت میں مدت تک مستفید ہوا ہو، اہل علم اور اہل فہم اس کو اچھا سمجھتے

ہوں اور اس کی طرف رجوع کرتے ہوں۔ اس کی صحبت سے محبت الہی کی زیادتی

اور محبت دنیا کی کمی قلب میں محسوس ہوتی ہے ہو اس کے پاس رہنے والوں کی

حالت روز بروز درست ہوتی ہوئی معلوم ہوتی ہو، اور وہ علم دین بقدر ضرورت جانتا ہو۔ یہ شخص اس قابل ہے کہ اس کو شیخ بناوے اور اسکو اکسیر اعظم سمجھے اور اس کی زیارت و خدمت کو کبریت احمر جانے (اور پھر یہی نہیں احترام و ادب خلیفہ شیخ بھی ضروری ہے۔)

## عادت زیارت احترام خلیفہ شیخ

”اہل طریق کا امر طبعی اور عادت عامہ جو کہ موافق مقتضاء فطرۃ سلیمہ کے ہے یہ ہے کہ خلفاء اور متقرب مریدوں کی تعظیم و ادب بہ نسبت دوسرے عام مریدوں کے زیادہ کرتے ہیں۔ حدیث کی اس پر صاف دلالت ہے اور اس میں فروگزاشت کرنا اور اس سے عار و تنگ کرنا اور اسکو اپنے مماثل سمجھنا محض کبر و حسد ہے“ (الکشف والتصوف صفحہ ۴۰۲)

## تقویٰ

اس کے معنی ہیں ڈرنا اور پرہیز کرنا۔ یعنی خدائے تعالیٰ اور اس کی عظمت و جلال سے ڈرنا اور ان کے نواہی یعنی منع کی ہوئی باتوں یعنی نامرضیات سے پرہیز کرنا۔ چنانچہ قرآن میں جگہ جگہ وَالْقَوْلُ اللہ آیا ہے اس کے بھی مجملًا دو اعتبار اور تفصیلاً چار قسم ہیں۔ جسمی، جس کا تعلق اعضاء و جوارح سے ہے۔ پھر قلبی، روحی، سری، جن کے خلاصہ اعتبارات یہ ہیں۔

جسمی تقویٰ: مثلاً اعضاء جوارح کا تقویٰ یہ ہے کہ اوامر و نواہی کی پابندی بدن سے عبادات بدنی کے اعتبار سے ہو۔

قلبی تقویٰ: قلبی یہ کہ ذہن و علم میں تسلیم و تصدیق ایمان کے ساتھ  
مضادم و توجہ بحق رہے یہ کہ نفع و ضرر کا تعلق نظر سے کاٹ کر اللہ تعالیٰ کی  
نلیت و ربوبیت کے ساتھ وابستہ کر دیا جائے۔

روحی تقویٰ: روحی یہ کہ اعتبار روح سمجھ کر صفات خلقیہ کے عدم امتیاز کو  
نظر رکھ کر صفات الہیہ ذاتیہ کو پیش نظر رکھا جائے۔

سری تقویٰ: سری یہ کہ خلق اور خلق کے ذوات و مراتب کو مرتبہ، ثبوت و  
لمہور میں جس اعتبار سے کہ ان کے حقائق و مابیات ہیں سمجھ کر بعد تحقیق ان  
و مظاہر جان کر شہود حق باعتبار بصیرت پیش نظر رکھا جائے اور ان سب باتوں  
کے حصول کے لئے ولی مرشد کے ارشاد و تعلیم و تفہیم کی ضرورت ہے۔

### توحید

اس کے معنی ہیں ایک ٹھہرنا۔ یعنی تعریفاً حق تعالیٰ کی یکتائی باعتبار ان  
لی ذات و صفات و افعال کے یکتا جاننا اور ایسا جاننے میں مراتب خلق و حقائق خلق کا  
نکار و نفی نہ کرتے ہوئے حق تعالیٰ کی یکتائی کو سمجھنا۔ بصیرت دیکھنا، پانا پھر عین  
بحر وحدت ہو جانا۔ اسی توحید کیلئے اور اسی یکتائی کے مشاہدہ کیلئے خلق بنائی گئی ہے  
و ربی مقصود آفرینش ہے اور یہ بغیر ولی مرشد کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ بات یہ  
ہے کہ رسول کے دو اعتبار ہوتے ہیں۔ ایک ولایت، دوسرا رسالت، اعتبار  
رسالت عام، جس کا طریق ہدایت عام و فرض لازم ہے۔ اعتبار ولایت خاص ہے  
جس کی دعوت خاص ہے اور تحقیق کی ترغیب، مقررین و صدیقین کے سکون

قلب و سرور نظر کا سامان۔

تسلیم و تصدیق کے بعد فائدہ تحقیق: تسلیم و تصدیق لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سے  
مالِ اِمال ہو گئے۔ خود داری کو اونچا کر دیا۔ دنیا میں اعلیٰ دین میں بھی  
نجات کا سامان ہوا۔ درجات کا بھی دنیا بھی حسن ہوئی۔ دین بھی حسن رہا اِنَّا  
فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ لِّكِن ابہمت کو بڑھانا ہے اشتیاق  
کو ایز لگانا۔ یہ سب تو آپ نے لیا۔

خود شناسی و حق شناسی: لیکن خود آپ اپنا پتہ نہ لگا سکے، جان سکے نہ پہچان  
سکے ادھر دنیا کے مزوں نے بھلا دیا، یا فکروں نے ادھر خیال جنت و نعمائے  
جنت کے سودے نے لبحار کھا ہے۔ اپنی طرف بھول کر بھی نظر نہیں پڑتی۔  
خود کون ہیں؟ خود میں کیا ہے؟ خودی کس کی ہے؟ خود کیا ہیں؟ خودی کیا ہے؟  
اگر علم و عقل رکھ کر اپنا پتہ نہ لگایا تو یو تو فنی و جنون ہے دیوانگی ہے اور ادھر  
تو یہ ادھر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہہ رہا ہے کہ ذرا میری طرف بھی غور کر۔ مجھے سمجھ کر  
دیکھ، میں کون ہوں کیا ہوں کہاں ہوں، مجھے پڑھا تو ہے، مانا تو ہے، پہچانا  
نہیں، پایا نہیں، زبان پر آیا ہوں، خیال میں دیر لایا گیا ہوں، دل میں بھی لفظاً  
ترجمہ بسا ہوں مگر ابھی حقیقت سے دور ہوں فہم سے بلند ہوں، تیری پستی،  
پست خیالی کہ تو نے یہ سمجھ لیا ہے کہ میں نے سمجھ لیا ہے اور اسی خیال پر اکتفا  
کر لیا ہے۔ ابھی میرا مشاہدہ تجھے کہاں؟ ابھی میرا دراک، میرا پانا، مجھے پہچانا  
کہاں؟ ابھی تو اپنی خودی میں ہے، خود نمائی کو خودی سمجھا ہوا ہے، اور پھر اس  
خود نمائی کا اتنا پتا کچھ نہیں جانتا۔ اسی سے دور پڑا ہے اسی خودی سے نکلے گا تو

پالے گا۔ پہچان لے گا۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ تیرے خالق، تیرے رب، اور تیرے الہ کا کلمہ ہوں، علم ہو اسم ہوں مسمی ہوں، نام ہوں، نام والا ہوں، اب تک مان کر عبادت کی، استعانت حاصل کی، اب جان کر پہچان کر، عبادت کر، اپنے میں پا کر عبادت کر، محال جانتا ہے؟ میرا المنا مشکل جانتا ہے؟ پہچان، خیال جانتا ہے؟ دیوانہ ہے؟ دیوانہ ہے؟ دیوانے انگبر امت؟ اور جو چیز تجھے دعوتی طور پر دی گئی ہے اسی کی تحقیق کر۔ دیکھ، آفاق میں دیکھ، دیکھ انفس میں دیکھ، اپنی محض عقل سے مت دیکھ! میرے علم سے دیکھ، میرے نور سے دیکھ، میری بات سے دیکھ، میری ذات سے پا، میری دیکھ سے دیکھ، نہیں ابھی نہیں، تو حیران ہے، ہوشیار ہو پڑھ الہ الا اللہ پڑھ محمد رسول اللہ پڑھ، نفی کو پڑھ، اثبات کو پڑھ الہ کو جان اللہ کو پہچان، محمد ﷺ کو جان، رسول کو پہچان، محمد رسول اللہ ﷺ بھی تو تجھ میں ہیں، ان کا ذاتی نام تجھ میں ہے، وصفی نام تجھ میں، نفی کس چیز کی کی تھی؟ الوہیت کی کی تھی! یعنی چار اعتبارات الوہیت کی نفی کی۔ کس سے کی؟ خلق سے کی۔ غیر اللہ سے کی! غیر اللہ یعنی غیر اللہ سے مراد شے یا اقسام شے مخلوقہ، تو کیا شے مخلوقہ سے الوہیت کی نفی تو نے تحقیق کی ہے یا تسلیم و تصدیق سے۔

تسلیم و تصدیق سے کی، تحقیق نہیں۔

اب تحقیق کر،

کیسے کروں؟

الوہیت کے چاروں اعتبار کو چھین،

چھینا! کیا رہا؟

خلق لاشے ہو گئی، معدوم ہو گئی، عدم ہو گئی،  
تو پھر خلق کسے کہتے تھے؟ کس کو سمجھتے تھے؟  
شے کو یعنی خلق کو جو کہ موجود تھی۔

نہیں، نہیں شے تو از خود موجود نہیں۔

مخلوق نہیں تو پھر کون موجود تھا؟

شے ہی موجود تھی، لیکن از خود بذاتہ شے موجود نہیں تھی۔

تو پھر کس طرح موجود تھی؟ ہم تو اسی کو شے سمجھتے ہیں۔

اسکی موجودیت، اسکے موجود کرنے والے، بنانے والے، پیدا کر نیوالے سے  
موجود تھی۔

یہ کیسے؟ ایسے کہ ذات یعنی ہستی اور قیومیت جو الہ کی چیز تھی خلق کے ساتھ  
تھی۔ رسمانیت و ظاہریت جو کہ صفات کاملہ، الہ کے اعتبارات تھے، خلق کے  
ساتھ تھے۔ ربوبیت و قوت کے اعتبارات جو الہ کے تھے خلق کے ساتھ تھے۔  
تاثیر یا اثر جو ظہور افعال و ربوبیت و قوت کا اعتبار الہ کا تھا خلق کے ساتھ تھا۔  
جب یہ سب الوہیت کی چیزیں شے مخلوق کے ساتھ تھیں تو خلق، خلق معلوم  
دیتی تھی، تو کہنے کہ از خود خلق خلق تھی یا خالق والہ کی خالقیت سے خلق خلق  
تھی، ہاں یہ تو صحیح ہے لیکن اب جبکہ یہ اعتبارات چھینے گئے یا چھینے جائیں تو پھر وہی  
لاشے یا عدم کی عدم رہیگی یا عدم ہو جائیگی۔ نہیں نہیں اس کو نہ لاشے و عدم  
ہونے دیا جائے گا نہ از خود شے و موجود رکھا جائے گا تو پھر اس کا حشر کیا ہوگا؟  
اس کو صاحب الوہیت اپنے علم میں رکھے گا جیسے کہ یہ معلوم تھی اور ہے۔ اس

اعتبار سے عدم محض تھی نہ ہے نہ ہو سکتی، اسی طرح یہ موجود محض یا قائم بالذات یا از خود قائم یا از خود ظاہر یا از خود صنعت ہو نہیں سکتی۔ حقیقت کے لحاظ سے اس کو معلوم اور باعتبار خارج نمود بے بود کہہ سکتے ہیں اور بالذات وجود نہ ہونے کے لحاظ سے لاشی و عدم محض اور یہ اعتبار اس کی تخلیق کے پہلے کا ہے اس لئے از روئے ظہور نمود ہے جبکہ اس کے ظاہر نے ظہور میں لایا، خالق نے مخلوق کیا۔ وجود نے موجود کیا۔ اس اعتبار سے لاشی محض، معدوم محض، نہیں کہہ سکتے تو پھر آخر اس کو کیا کہئے؟ باطن کے لحاظ سے معلوم کیئے، ظاہر کے لحاظ سے مظہر، مخلوق تو پھر آخر اس کی موجودیت و مخلوقیت کا راز کیا ہے؟ سر کیا ہے؟ بصیرت کیا ہے؟ اس کو کسی باخبر سے پوچھنا ہوگا، مقرب و صدیق سے پوچھنا ہوگا۔ تو کیا آپ اس کو جہاں اتنا سمجھا رہے ہیں ایک ذرا اتنا اور بتا نہیں سکتے؟ بتا سکتے ہیں، لیکن ایسا بتانے کا قاعدہ ہے نہ ایسا تم سمجھ سکتے۔۔۔ تو صاحب پھر یہاں تک آپ نے راز کھولا ہی کیوں؟ اس لئے کہ اگر تم طالب ہو متلاشی ہو، اپنے مولیٰ کا اشتیاق رکھتے ہو، شوق لقا ہو، ذوق مشاہدہ ہو، تو محروم نہ ہو جاؤ۔

س: لیکن اب ابھی ہم نے کیا سمجھا؟

ج: اچھا تو لو کچھ اور تفصیل سنو۔ خلق کی ابتداء کیا ہے، خلق از خود خلق نہیں، خالق ہی سے خلق بنی۔ اس مخلق سے پہلے کوئی خلق نہیں تھی تو پھر اس کو کس مادہ سے خالق نے بنایا؟ ظاہر ہے کہ خلق سے پہلے خدا ہی تھا۔ روح و مادہ، خلق وغیرہ کچھ نہ تھا، تو پھر اس کی تخلیق کیونکر ہوئی؟ بَدِیْعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

اَنۡتَیۡ بَکُونُ لَہٗ وَلَدُوۡلَہٗ تَکُنۡ لَہٗ صَاحِبَۃٌ وَحَلَقَ کُلَّ شَیۡءٍ وَهُوَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ  
 ذَٰلِکُمۡ اِلَٰہُ رَبِّکُمۡ جَ لَا اِلَٰہَ اِلَّا ہُوَ خَٰلِقُ کُلِّ شَیۡءٍ فَاعْبُدُوۡہٗ ؕ جَ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ  
 شَیۡءٍ وَّکِیْلٌ نئی طرح پر بنانے والا آسمان اور زمین کا کیونکر ہو سکتا ہے ، اس کے  
 بیٹا حالانکہ اس کے کوئی عورت نہیں اور اسے بنائی ہر چیز اور وہ ہر چیز سے واقف  
 ہے۔ یہی اللہ تمہارا رب ہے نہیں ہے کوئی معبود سوا اس کے پیدا کرنے والا ہر  
 چیز کا سو تم اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز پر کار ساز ہے۔ (پ ۷ انعام ع ۱۳)  
 بدیع یعنی بالکل نئی تراش کرنے والا اور اگر صرف کلمہ ہی دیکھنا چاہتے ہو تو تحقیق  
 کلمہ کیجئے۔

کوئی چیز خالق کے بغیر بنائے نہیں بنتی ؟ تو اپنے خالق کی ہمیشہ محتاج نمود ہوئی  
 اسی طرح رب کی فعلیت و قوت تو اپنے رب کی ہمیشہ محتاج نمود  
 بغیر مجبور رہتی ہے فعل کسب ہوئی  
 اسی طرح موصوف بالذات کے تو ہمیشہ اپنے ظاہر یعنی مظہر  
 کمالات و صفات کے بغیر معطل کی محتاج نمود صفات  
 رہتی ہے۔ ہوئی۔

اسی طرح قیوم و مقوم و ذی ہویت تو ہمیشہ اپنے مقوم کی محتاج  
 و نور کے موجودہ و قائم کئے بغیر نمود قیام ہوئی  
 الٰہی و عدم رہتی ہے۔

تو اب اسکو یہ چیزیں کمالات جو کسی طرح خلقی نہیں ، خلق کو جو اپنی حقیقت میں  
 ثابت ہے خلق کرنے کیلئے دی جائیں تو یہ تخلیق پا سکتی ہیں۔



## اس کا یہ مفہوم ہوا کہ

خلق کو ہمیشہ کیلئے	کن سے	رابطہ رکھنا ضروری ہے
” ”	فعلیت و قوت و بوریات سے	” ” ”
” ”	صفات و کمالات سے	” ” ”
” ”	قیوم و مقوم و نور سے	” ” ”

اور اسی ربط کے اعتبار سے ہی خلق بن گئی، بغیر اس کے محال ہے۔ تو معلوم ہوا کہ الہ جو کہ خلق کا خالق ہے اپنی یہ ساری چیزوں کے فیضان کو خلق کی حقیقت میں منعکس کر کے آئینہ خلق سے خود کو ظاہر کر دیا جس سے خلق رونما ہو گئی اور الوہیت بھی ظاہر۔ یہی سبب ہمیکہ لوگ بے سمجھے اعتبارات الوہیت کو خلق ہی کے سمجھ کر خلق کے پرستار بن گئے اور یہ بات ناگزیر ہے کہ بغیر الوہیت کی جلوہ افروزی کے یا بغیر الہ واحد یعنی اللہ اور اس کے کمالات الوہیت کے محیط ہوئے خلق کسی طرح کبھی مخلوق ہو نہیں سکتی یہی وجہ ہے کہ کوئی شخص بھی خلق کو بحسبہ و بذاتہ ٹیولیکا، ڈھونڈیگا تو محض خلق اپنی اصلیت کے ساتھ بغیر اس اعتبار مذکور کے ویسے کے ویسے نری ہاتھ کو نہیں آئے گی۔ اسی لئے تو الہ بکل شئی مُحِیطٌ سن رکھو بیشک وہ ہر شے پر محیط ہے کہ تنبیہ ہے۔

یہ خیال کہ علماء نے احاطت علمی مراد لی ہی تو ان کو بخوف فہم عوام اصل معنی سے ہٹ کر تاویل کرنا پڑا یا ان کی اپنی لاعلمی کی وجہ تاویل کرنی پڑی جو کم از کم بدعت ہے۔ انہیں چاہیے تھا کہ تسلیم کا اعتبار پیش کر کے واللہ علم بمراد کہتے اور خود تحقیق ایمان حقیقی فرماتے۔ اور یہی سلف کا مذہب تھا یہ قیاس کہ حضرت

ابن عباسؓ نے معیت علمی فرمائی ہے اول تو روایت کی صحت تحقیق طلب ہے دوسرے نص کے مقابلہ میں ماؤل حقیقت ہے کہ معیت علمی بھی صحیح ہے اور معیت ذاتی بھی صحیح۔ چونکہ بغیر ذات کے صفات کا قیام ناممکن دوسرے کہیں بھی قرآن میں بلاذات کے صفت کی معیت ثابت نہیں جیسے **وَإِنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا** بیشک اللہ نے گھیر رکھا ہے سب شے کو علم سے (پ ۲۸) (الطلاق ۲۸) تو ثابت ہوا کہ اللہ یعنی ذات حق نے ہی گھیر رکھا ہے صفت علم سے نہ کہ صفت نے اگر محض معیت علمی مراد حق ہوتی تو یہ ہوتا **إِنَّ عِلْمَ لِلَّهِ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ** یعنی بیشک علم اللہ کا سب شے کو محیط ہے۔

خلاصہ یہ کہ الوہیت کو خلق سے چھیننے کے لئے دعوت کلمہ طیبہ ہے مگر ہاں چھین لینے سے یہ مطلب ہے کہ اس سے ان اعتبارات کو توڑو اور توڑنے کے بعد اضافاً جوڑو۔ اس توڑ اور جوڑ کے بھی دو اعتبار ہیں ایک تسلیم کا دوسرا تحقیق کا جیسا کہ گزرا۔ تسلیم کے اعتبار سے الوہیت کو ویسے ہی ذار سمجھ کر مان لو تو دنیا میں تسلیم و تصدیق کے اعتبار سے تقویت قلبی پاؤ اور آخرت میں جنت کے مزے اڑاؤ لیکن اس بھی کسی سمجھے ہوئے سے سمجھو۔

راہ تحقیق: اور جو تحقیق کرو تو کسی عارف کامل دلی مرشد سے سمجھو۔ مشاہدہ کا لطف حاصل کرو دنیا میں بھی آخرت میں بھی ہر جگہ بصیرت سے اور بدل اینما تو لو فثم وجه اللہ کا بغیر تاویل نظارہ کرو اور اسی کو علم و تحقیق سے ادراک کرو تو انفس میں پاؤ نفس کو مطمئن بناؤ **وَاللّٰهُ يَقُولُ الْحَقُّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ** (پ ۲۱) (ازاب ع) اب آگے کیا کہیں کیا کہیں کس سے کہیں۔

## جان و دل راطقت ایں جوش نیست

یہ صحیح، اس تصریح مزید سے کچھ سمجھ تو گئے لیکن پھر بھی مولیٰ تعالیٰ لطیف ہیں سبحان ہیں، باطن ہیں لن ترانی کہتے ہیں، جب موسیٰ کے ساتھ یہ حال ہے تو ہمارا کیا ٹھکانا؟ لاتدرکہ الابصار ہے تو ہم کدھر؟ ماعرفناک ہے تو پھر ہم کیا مشقت خاک؟ تو کیا آپ کے دل میں اشتیاق و حب مولیٰ نہیں ہے؟ کیوں نہیں، کون ہو گا جسے ان میں سے کسی ایک بات کی بھی دھن نہ ہو لیکن ان موانعات کے نظریوں کو بھی دیکھئے، نہیں صاحب یہ حیلے ہیں۔ متلاشی اُردھن کا پکا ہو عزم کا پختہ ہو وہ چپ کہاں رہتا۔ ہزاروں بندشیں بھی ہوں جکڑ بندیاں بھی توڑ دیتا ہے، کیا آپ کو یاد نہیں کہ باوجود لن ترانی کے نہ سننے والے نے نہ سنی بے ہوش ہونے تک فرصت رہی اور ان کو بھی تجلی کرنی ہی پڑی۔ عاشق طالب کا بھی خیال رکھا پہاڑ کو تو جلادیا، ٹکڑے ٹکڑے کر دئے۔ عاشق طالب کو بچالیا۔ تھوڑی دیر کی بے ہوشی میں کام بن گیا۔ واد موسیٰ کیوں نہ ہو کائنات وجیہاً فی الدینا والآخرۃ خیر یہ تو رسول تھے، اولوالعزم تھے فی الدارین شاندار تھے۔

ذرا غلامان رسول والہان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو! یہ سب لن ترانی جانتے ہوئے "لاتدرک" کو مانتے ہوئے ماعرفناک کو پہچانتے ہوئے اللہ و رسول کے مرضیات سے خشیت رکھتے ہوئے ایمان کے نازک گھاٹیوں سے گذرتے ہوئے بھی پہنچ گئے۔ اذب رسول کو نین جان دارین ملحوظ، نظر نیچی کئے ہوئے۔ زبان نرم کئے ہوئے، قلب کی بے چینی، دل کی تمنا، جان

کی آرزو، اپنے ایمان کی جان سے جان جاناں کے قرب کا پتہ پوچھ لیتے ہیں۔ کیا بے چینی ہے! کتنا اشتیاق ہے کہ اقرب بیچوں، مالک کن فیلوں، ان کے انتظار اب ان کے عشق، انکی وارفتگی پر خود ہی کہہ اٹھتے ہیں مخاطب حضور سے ہے۔ جواب اپنے وارفتگان سے ”کیسے پیار سے“ محبت سے فرماتے ہیں ادھر سوال مقرب ہے ادھر رسول ﷺ مقرب ساکت ہے۔ عجب سماں ہے۔ سکوت میں سوال ہے۔ عشاق غالب قرب، اللہ اللہ۔

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَانِّي قَرِيبٌ  
پھر یہی نہیں تفصیل لیجے

أَجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ وَالْيَوْمَنُوبِي اور پھر سیری نہ ہو تو اور چکو، خوب پیو، سرشار ہو، مست ہو جاؤ اپنے سے بے خبر ہو جاؤ، شراب طہور ہے، پلانے والے رب ہیں، رحمن ہیں، ہاتھ رحمتہ للعلمین کے صورت میں اقرب محمد ﷺ ہیں بے صورتی میں حمید..... نحن اقرب الیہ من جبل الوریٰ انفس کے اعتبار سے اور اک ہے تو آفاق ہیں فثم وجه اللہ لطیف بھی ہیں۔ شہید بھی سبحان بھی ہیں۔ حمید بھی، باطن بھی ہیں، ظاہر بھی لن ترانی بھی فثم وجه اللہ بھی لا تدرا کہ الا بصار بھی فمن البصر فلنفسہ بھی ما عرفناک بھی ہے انا اعلمکم اللہ بھی ہے قریب ہیں، اقرب ہیں معیت ہے۔ ہویت ہے ساتھ ہیں اول ہیں آخر ہیں، باطن ہیں، ظاہر ہیں، محیط بھی، شہید بھی، ہو بھی، انا بھی اب ذرا بصیرت سے دیکھو، خلق ہے مگر الوہیت سے قیام خلق ہے، مگر خالق سے۔ ظہور خالق ہے مگر خلق سے۔ الوہیت چھینو تو خلق کچھ نہیں۔ الوہیت

دیدو تو خلق خلق ہے۔ پھر دیکھو تو الہ خلق نہیں، خلق الہ نہیں، غور کرو تو الہ  
خلق سے چشم زدن تک بھی منفک نہیں، غافل نہیں۔

نفی، خلق کرو تو خالق خفا

نفی خالق کرو تو سب فنا

رسول کو دیکھو تو اللہ نما

اللہ کو دیکھو تو رسول نما

وہم رسل یہ مرسل۔ اے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ۔

صلی اللہ علی نور کرو شد نور با پیدا زمیں از حب و ساکن فلک در عشق

اوشیدا

فَقُولُوا هَلْ مَّا صَلَّيْ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا

مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّاتِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى

## رموز خود شناسی

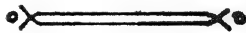
تو خود کو دیکھ بھی آخر، کہ تو ہے کون کس کا ہے  
خودی کیا چیز ہے، کسکی ہے خود کیا ہے خدا کیا ہے  
تو میں میں بولتا ہے، جانتا ہے میں ہوں میں، لیکن  
نہ تو تن نہ تو دل ہے، نہ تو جاں، کون گویا ہے  
تو کہتا میں ہے، بتاتا ہے اعضاء اور جوارح کو  
خدا کو جانے گا کیا، خود کو ہی جب بھول بیٹھا ہے۔

نکل اپنی خودی سے، پاخودی میں ہی خودی اپنی  
نہیں ہے وہ خودی تیری، خودی جس کو تو سمجھا ہے  
خودی کو اپنی جب سمجھے گا، پالیگا خدا کو بھی  
خودی سے اٹھ، خودی کو پا، خودی کا خود تو پردا ہے  
خودی سے اپنی اے خود ہیں، خودی خود تو نے کھوئی ہے  
خودی کو اپنی کیا کھویا خدا کو اپنے کھویا ہے  
اگر خود کو تو سمجھے گا تو پائے گا خدا کو بھی  
خدا ہے آئینہ تیرا، تو آئینہ خدا کا ہے  
نہیں ہو کر بھی غوثی ان کی نظروں کا تماشا ہوں  
نظر بندی ہے کیسی اور یہ کیسا تماشا ہے

# اسرار خودی

تو نکل کے خود سے خودی میں آ تو خودی میں اپنی خدا کو پا  
تو خدا کی ذات کا آئینہ ہے نکال زنگ خودی ذرا  
تو جسے سمجھتا ہے یہ خودی یہ خودی حقیقی خود ہی نہیں  
تو خودی کو سمجھیں گے جس گھڑی تو ملیگا تجھ کو ترا خدا  
تو خودی سے پہلے گذر تری کہ خودی ملے تجھے سرمدی  
تو خودی سے خود نہیں آشنا تو خودی کا اپنی پتہ لگا  
نہ سمجھ کہ تیرا گذر فقط تہہ آسمان بہ زمین ہے  
کہ تو شہسوار ہے روح کا کہیں عرش سے بھی پرے تو جا  
تو خلاصہ دو جہان ہے کسی بے نشان کا نشان ہے  
تو ہی سر کون و مکان ہے تو خودی کو اپنی سمجھ ذرا  
نظر آنے میں تو کچھ اور ہے نظر نہاں میں کچھ اور ہے  
ہے کسی کا نقش ظلم تو ہے فسوں کسی کی نگاہ کا  
تو خودی رسیدہ کو پا کہیں تو خودی کے لینے کو گر کہیں  
تو اگر نہ خود کو گرائیگا تو خودی ملے گی نہ ہی خدا  
نہ سمجھ کہ ہوگا تو خود خدا کہیں خود کو بھی ہے وہ بھولتا  
مگر اتنا پیش نظر تو رکھ کہ نہیں تو اس سے کبھی جدا  
تو نہ رک طلب میں بڑھے ہی جا، کہ ملے تجھے ترا مدعا  
تو یہاں تک آ کہ کھلے تجھے کہ تو کیا ہے اور خدا ہے کیا  
تو نہ پوچھ غوثی کا ماجرا کہ مٹا کے خود کو وہ کیا ہوا  
جو خودی مٹی تو ملی خودی، جو خودی ملی تو خدا ملا

خدا کے پاس کیا ہے ' ایک ہو ہے جو کچھ بھی ہے ' نبیؐ کے روبرو ہے  
 اسی کے جلوے ہیں دونوں جہاں میں تجلی یار کی ہی چار سو ہے  
 احد کو پردہ احمد میں دیکھا خدا کا شکر نکلی آرزو ہے  
 نہیں ہوں میں نہیں ہوں میں نہیں ہوں مرے مولا ترا جلوہ ہے تو ہے  
 نکالے یار کو اب ڈھونڈ کر ہم وہ ہم میں ہے ہمارے روبرو ہے  
 محمدؐ پر فدا سو جاں سے میں یہ میرے یار کے بس ہو بہو ہے  
 نہیں غوثیؒ کو ہستی اور اتنا بھی یہ نقش یار کا ہے سر ہو ہے۔



رویا میں نظر زلف محمدؐ پہ پڑی ہے مدت میں کہیں اب میری تقدیر لڑی ہے  
 کم مستی ' عشق نبویؐ ہوتی ہے واعظ؟ دیوانے یہ مئے تو میری گشتی میں پڑی ہے  
 تصویر سے کیا کام ہے عشاق نبیؐ کو صورت یہ میرے دل کے گلین میں جڑی ہے  
 جو لذت ہے میرے دل ہی سے پوچھو اتنا ہے حزن جتنی کہ یہ چوٹ آجری ہے  
 دیکھو تو ذرا مرنا میرا عشق نبیؐ میں سرکار بھی ہیں موت بھی دولہن ہی کھڑی ہے  
 ہر سانس میں احمدؑ کی صدا اٹھتی ہے دل سے واللہ یہ نایاب مرے دل کی گھڑی ہے  
 جاں غوثیؒ نے ہی آج فقط عشق نبیؐ میں اتنی سی تو بات ہے مگر دھوم مچی ہے۔



## از مولانا صفحوی شاہ

رخسار محمدؐ کی ضیاء چاروں طرف ہے  
 انفاس محمدؐ کی ہوا چاروں طرف ہے  
 ہر قلب ہے سرشار مئے حب نبیؐ سے  
 زلفان محمدؐ کی گھٹا چاروں طرف ہے  
 ہیں اصل میں یہ حسن محمدؐ کی ادائیں  
 شب ہو کہ سحر صبح و مسا چاروں طرف ہے  
 ظلمت بھی ہر اک شے کی اجاگر ہے اسی سے  
 تنویر محمدؐ کی ضیاء چاروں طرف ہے  
 رحمان دو عالم نے ظہور اپنا کیا ہے  
 ہاں جلوۂ احمدؐ ہی چھپا چاروں طرف ہے  
 پلتا ہے زمانہ اسی سائے میں ازل سے  
 پھیلی ہوئی رحمت کی ردا چاروں طرف ہے  
 ہم دل سے فداء جان سے قربان ہیں جس کے  
 وہ صورت ہر شے سے کھلا چاروں طرف ہے  
 کب بند ہوا عقدہ پنہاں محمدؐ  
 دروزہ حقیقت کا تو وا چاروں طرف ہے  
 جس سمت جدھر دیکھو تو ہی جلوہ فگن ہے  
 صفحوی بھی ترے در پہ فدا چاروں طرف ہے۔

# نغمہ الوہیت

از مولانا صفوی شاہ صاحب قبلہ

زبان سے لب سے عیاں لا الہ الا اللہ	نظر میں دل میں نہاں لا الہ الا اللہ
ہر ایک شے سے عیاں لا الہ الا اللہ	ہر ایک شے میں نہاں لا الہ الا اللہ
وجود کون و مکان لا الہ الا اللہ	نمود و بود جہاں لا الہ الا اللہ
نسیم باغ جہاں لا الہ الا اللہ	بہار جنت جہاں لا الہ الا اللہ
سبوتے پیر مغاں لا الہ الا اللہ	خمار دیدہ جاں لا الہ الا اللہ
سلوک خلوتیاں لا الہ الا اللہ	سرور جلوتیاں لا الہ الا اللہ
چراغ راہرواں لا الہ الا اللہ	صبح و خضر نشاں لا الہ الا اللہ
عجیب سر نہاں لا الہ الا اللہ	ورائے طرز بیاں لا الہ الا اللہ
گئی ہے صفوی کی جان لا الہ الا اللہ	ہوا نہ کچھ بھی بیاں لا الہ الا اللہ

# محبوب نازنینہ صلی اللہ علیہ وسلم

از مولانا غوثی شاہ

سلطان	تاجداران	شہہ	شہان	خوباں
ناز	بہ	حسینا	دلدار	دلربا
تجھ	سے	بہار	عالم	دل بند
تو	ہی	حیات	عالم	اے جان
سر تاج	ماہ	زویاں	سر خیل	جنگجو
سر تاج	کج	کلاباں	محبوب	ناز
اے	صدر	بزم	امکان	اے میرے
تقدیر	جملہ	اکوان	اے بخت	خوش
فردوس	چشم	بینا	اے پیک	صد
اے	جان	غوثو	اے وجہ	دین و ایماں

# منقبت در شان امام اعظم بو حنیفہؒ

از: مولانا غوثی شاہ ساجدہ صاحب

بو حنیفہ ہیں اماموں کے امام ہیں یقیناً آیت خیر الانام  
 علم میں اوچ ثریا۔ ہے مقام مرثدہ فخر رسل خیر الانام  
 ہم ہیں نا چیز اور وہ عالی مقام کر سکیں کیا مدح ان کی خیر الانام  
 گوشہ گوشہ دین کا روشن کیا آپ ہیں مہر، آپ ہیں ماہ مقام  
 متبع ہیں اولیاء اور اصفیا دین جن کا ہے حنیف ان کا نام  
 اہل سنت پیروان مصطفیٰ بو حنیفہ اہل سنت کے امام

غوثی ساجد بھی ہے اک مقتدی

بو حنیفہ آپ ہیں اس کے امام

## ہماری مطبوعات

جام بہ جام - اسرار توحید - بحر من کمال - کلمات کمالیہ - رباعیات ابوسعید  
ابوالخیر مخزومی علیہ رحمۃ

حضرت مولانا غوثی شاہ صاحب قبلہؒ کی چند مشہور تصانیف

☆ مقصوبیعت

☆ کلمہ طیبہ

☆ معیت الہ (تصوف)

☆ نوالنور

☆ مواعظ غوثی

☆ طیبات غوثی (منظومات)

حضرت مولا صحوٰی شاہ صاحب قبلہؒ کی چند مشہور تصانیف

سیر عبدیت (واقعہ معراج) - نذر مدینہ (نعتیں) - کتاب بسین (پارہ اول و پارہ دوم) - الم  
تراو الناس (منظوم قرآن)

☆ تشریحی ترجمہ قرآن ☆ گیارہ مجالس ☆ تقدیس شعر معہ اضافات

☆ تطہیر غزل (مجموعہ کلام) ☆ اشارات سلوک (تعلیمات غوثیہ)

☆ سلسلۃ النور (شجرہ سیت) ☆ بدعت حسہ ☆ روئے نافقت

☆ الم تراو الناس

حضرت مولانا غوثی شاہ صاحب کی تصانیف

☆ اسرار الوجود

☆ میزان طریقت ☆ رسول جہاں

☆ قرآن سے انٹرویو

☆ تاریخ صوفی

☆ تذکرہ نعمان

کلمہ غیب

ش

☆ تاج الوطائف

☆ مرآۃ العارفین

☆ کبریت

احمر

☆ جوہر سلیمانی

☆ عظمت مدینہ

☆ حج

گائیڈ دیارین

☆ کتاب سلوک

☆ فیوضیات کمال

☆ توصیف

☆ کمال ☆ تعلیمات صحویہ

☆ عقائد اہل سنت

☆ خاتم النبیین

☆ تذکرہ شیخ اکبر

☆ گلکدہ خیال (منظوم کلام) سن حسین

☆ انصبا العرب زیر اشاعت ☆ مسافر زیر اشاعت